Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
CPL 61
213029
جلد 48-83 نمبر 49 | بدھ 4- ذیقعدہ 1418ھ 4- امان 1377ھش 4- مارچ 1998ء

گناہ کے چھوڑنے کا طریق

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

انسان جب فسق و فجور میں پڑ جاتا ہے تو پھر ان لذات کو کیسے چھوڑ سکتا ہے؟ اس کے چھوڑنے کی ایک ہی راہ ہے کہ گناہ کی معرفت انسان کو ہو اور یہ معلوم ہو جاوے کہ اللہ تعالیٰ گناہ پر سزا دیتا ہے حیوان بھی جب معرفت پیدا کرلیتا ہے کہ یہ کام کروں گا تو سزا ملے گی تو وہ بھی اس سے بچتا ہے۔ کتے کو بھی اگر ایک چھڑی دکھائی جائے تو وہ بھاگتا ہے اور دہشت زدہ ہو جاتا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ انسان انسان ہو کر خدا تعالیٰ سے اتنا بھی نہ ڈرے جتنا ایک حیوان سوٹے سے ڈرتا ہے۔ بھیڑیئے کے پاس اگر بکری باندھ دی جائے تو وہ گھاس نہیں کھا سکتی۔ کیا اس بھیڑیئے جتنی دہشت بھی خدا کی نہیں ہے۔

(ملفوظات جلد سوم ص 101)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

مجھے اور بھی افسوس ہوتا ہے کہ جب میں یہ دیکھتا ہوں کہ بعض لوگ صرف اس لئے (عبادت) پڑھتے ہیں کہ وہ دنیا میں معتبر اور قابل عزت سمجھے جائیں اور پھر اس (عبادت) سے یہ بات ان کو حاصل بھی ہو جاتی ہے یعنی وہ (عبادت گذار) پرہیز گار کہلاتے ہیں پھر کیوں ان کو یہ کھا جانے والا غم نہیں لگتا کہ جب جھوٹ موٹ اور بے دلی کی (عبادت) سے ان کو یہ مرتبہ حاصل ہو سکتا ہے تو کیوں ایک سچے عابد بننے سے ان کو عزت نہ ملے گی اور کیسی عزت ملے گی۔

غرض میں دیکھتا ہوں کہ لوگ (عبادت) میں غافل اور سست اسی لئے ہوتے ہیں کہ ان کو اس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالیٰ نے (عبادت) کے اندر رکھا ہے اور بڑی بھاری وجہ کسل کی یہی ہے۔ پھر شہروں اور گاؤں میں تو اور بھی سستی اور غفلت ہوتی ہے۔ سو پچاسواں حصہ بھی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جھکاتے۔ پھر سوال یہی ہوتا ہے کہ کیوں ان کو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبھی اس مزے کو انہوں نے چکھا۔ (ملفوظات جلد سوئم صفحہ 27

خدا کی مدد کے بغیر انسانی خیالات پاک نہیں ہوسکتے

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

ظاہری سامانوں کی فراوانی خوشی کا باعث نہیں ہوتی۔ دماغ کی پراگندگی دولت کو حقیر کر دیتی ہے۔ خیالات کی تکلیف ظاہری تکلیف سے بڑی ہوتی ہے۔ بچپن میں میں نے ایک ریڈر میں پڑھا تھا کہ ایک عورت کے بچے کو ایک جانور ایک پہاڑ کی بلند ترین چوٹی پر لے گیا۔ جب اس عورت کو معلوم ہوا تو وہ بے اختیار اس جانور کے تعاقب میں گئی اور اس چوٹی پر چڑھ گئی۔ بچہ کو حاصل کر لیا لیکن اب چوٹی سے اتر نہیں سکتی تھی۔ بمشکل اس کو اتارا گیا۔ وہ چوٹی جس پر لوگ عام حالات میں چڑھ نہیں سکتے تھے وہ عورت اس ماتا کی ماری چڑھ گئی۔ اس عورت کے دل میں جو اپنے بچے کی محبت تھی اس نے جو انگیخت کی وہ کمزوری پر غالب آگئی اور وہ اس پر چڑھ گئی۔ پس معلوم ہوا کہ اصلی اور اعلیٰ درجہ کی چیز جو سب چیزوں میں عمدہ ہے۔ وہ خیالات کی صفائی ہے۔ ظاہری غلامی سے کہیں بڑی اور خوفناک غلامی خیالات کی غلامی ہے۔ خیالات سے جو بے اطمینانی ہوتی ہے ان کے باعث بادشاہوں نے اپنی بادشاہیوں کو چھوڑ دیا اور حکومت کی کوئی پرواہ نہ کی۔ بدھ نے بادشاہی اس لئے چھوڑی کہ وہ بادشاہی میں اطمینان قلب نہیں پاتا تھا مسلمانوں میں بھی ایسے بادشاہ ہوئے ہیں جنہوں نے حکومتوں کو خیالات کی بے اطمینانی کی خاطر چھوڑ دیا۔

احساسات کی صفائی اور خیالات کی درستی کا ذریعہ کلام الٰہی ہوتا ہے۔ انسان کے خیالات پاک نہیں ہو سکتے جب تک خدا کے طرف سے مدد نہ آئے۔ جن لوگوں نے محض اپنی کوشش سے پاک ہونا چاہا وہ اندھیرے میں ٹھوکریں ہی کھاتے رہے۔ اور آخر جب معلوم ہوا تو یہ کہ وہ بیمار ہیں۔ ان لوگوں کو خاص باتوں کی دھن ہو جاتی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ پاک ہو رہے ہیں مگر وہ انجام کار نامراد ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ ایک دھوکے میں پڑے رہتے ہیں۔ ایسے لوگ جو خیالات رائج کرتے ہیں۔ وہ نہ ان کے لئے باعث تسلی ہوتے ہیں نہ دوسروں کے لئے بلکہ آزادی کی بجائے انہوں نے اپنے آپ کو اور دوسروں کو قید کر دیا۔ ان کے ذریعہ نہ حقیقی راحت ملتی ہے نہ اطمینان مل سکتا ہے۔ اطمینان اسی کو ملا ہے جس کو خدا کی آواز آئی اور اس کو راستہ بتایا۔ وہی تسلی پانے والے ہیں جنہوں نے ان سے تعلق پیدا کیا۔ جن کو خدا کی آواز آئی۔ اور ان کے ذریعہ جو صفائی خیالات حاصل ہوتی ہے وہ عام حالات سے بہت ارفع و اعلیٰ اور بالا ہوتی ہے۔

(از خطبہ 20 اپریل 1923ء)

○○○

ضروری اعلان برائے سہ سالہ انتخاب عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ پاکستان

○ از یکم جولائی 1998ء تا 30 جون 2001ء

○ جملہ جماعت ہائے احمدیہ پاکستان کی آگاہی کے لئے بذریعہ اخبار الفضل اعلان کیا جاتا ہے کہ عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ کے موجودہ سہ سالہ تقرر کی میعاد 30 جون 1998ء کو ختم ہو رہی ہے۔ آئندہ تین سالوں یکم جولائی 1998ء تا 30 جون 2001ء کے لئے عہدیداران جماعت ہائے احمدیہ کے انتخابات جلد از جلد کراوئے جانے مطلوب ہیں۔ جس کے لئے 15 اپریل 1998ء کی میعاد مقرر کی جاتی ہے۔ اس میعاد کے اندر تمام عہدیداران کے انتخاب ہو کر نظارت علیاء میں پہنچ جائیں۔ تاکہ ضروری کارروائی کے بعد بروقت جماعتوں کو نئے عہدیداران کی منظوریاں بھجوائی جاسکیں۔

جملہ انتخابات عہدیداران قواعد کے مطابق ہونے چاہئیں تاکہ ان کو مکمل کروانے پر سلسلہ کا قیمتی وقت ضائع نہ ہو۔

جملہ امراء مقامی و صدر صاحبان اس بات کا خاص خیال رکھیں کہ انتخاب عہدیداران کے وقت انتخابی میٹنگ (یا مجلس انتخاب) کا صدر ایسے دوست کو نامزد کیا جائے جس کا نام امیر مقامی یا صدر مقامی کے عہدہ کے لئے پیش نہ ہو سکتا ہو۔ بہتر ہو گا کہ عہدیداران کا انتخاب مربیان سلسلہ و معلمین وانسپکٹران مال آمد یا امیر ضلع یا ان کے کسی نمائندہ کی زیر صدارت کروایا جائے۔

(ناظر اعلیٰ)

6 مارچ 1998ء۔ ربوہ میں اجتماعی وقار عمل

○ صدر صاحب عمومی ربوہ اطلاع دیتے ہیں۔

ربوہ میں تزئین اور صفائی کے معیار کو بہتر

باقی صفحہ 7 پر

○ حضرت صاحب نے MTA انٹرنیشنل کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ۔

یہ عالمی گواہ ہے جو احمدیت کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا ہے۔

(الفضل انٹرنیشنل 12 تا 18 اپریل 1994ء صفحہ 2)

خدا تعالیٰ کے نزدیک وہ پیارے ہیں جو دین کو دنیا پر مقدم کر لیتے ہیں

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ - پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی - ربوہ

قیمت
2 روپے 50 پیسے

4 امان 1377 ہش — 4 مارچ 1998ء

خدا تعالیٰ کا قادرانہ تصرف

عام طور پر دعا اور تقدیر کا اکٹھا ذکر کیا جائے تو بعض لوگوں کے دل میں یہ الجھن پیدا ہوتی ہے کہ اگر تقدیر میں کچھ لکھا گیا ہے تو دعا کا کیا فائدہ۔ اور اگر دعا سے بات ٹل سکتی ہے تو تقدیر میں کچھ لکھا جانے کا کیا مطلب۔ لیکن یہ الجھن صرف اس لئے پیدا ہوتی ہے کہ لوگ یہ نہیں سمجھتے کہ دعا کا قبول کرنا بھی خدا تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اور جسے ہم لکھا جانا کہتے ہیں یعنی تقدیر وہ بھی خدا تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔ لکھے ہوئے کو ختم کر کے دعا قبول کر سکتا ہے اور دعا کو قبول کرنے کے لئے جو کچھ اس نے جیسا کہ ہم کہتے ہیں لکھا ہوا ہے اسے بدل سکتا ہے۔

پس دراصل بات سمجھ لینے والی یہ ہے کہ خدا تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ اس لئے تقدیر چاہے کچھ بھی ہو۔ دعا کرنا ہمارا فرض ہے۔ ہمیں ہر بات کے لئے دعا کرتے رہنا چاہئے اس سلسلے میں حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا ایک ارشاد پیش کیا جاتا ہے آپ فرماتے ہیں:۔

"قضاء معلق اور مبرم کا ماخذ اور پتہ کلام الٰہی ہی سے ملتا ہے۔ گو یہ الفاظ نہیں مثلاً کلام الٰہی میں فرمایا ہے کہ دعا مانگو میں قبول کروں گا۔ اب یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا قبول ہو سکتی ہے۔ اور دعا سے عذاب ٹل جاتا ہے۔ اور ہزارہا کیا کل کام دعا سے نکلتے ہیں۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کل چیزوں پر قادرانہ تصرف ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ اس کے پوشیدہ تصرفات کی لوگوں کو خواہ خبر ہو یا نہ ہو مگر صدہا تجربہ کاروں کے وسیع تجربے اور ہزارہا دردمندوں کی دعاؤں کے صریح نتیجے بتلا رہے ہیں کہ اس کا ایک پوشیدہ اور مخفی تصرف ہے۔ وہ جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور جو چاہتا ہے اثبات کرتا ہے۔ ہمارے لئے یہ ضروری امر نہیں کہ اس کی تہہ تک پہنچنے اور اس کی کنہ اور کیفیت کو معلوم کرنے کی کوشش کریں۔ جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ایک شئے ہونے والی ہے اس لئے ہم کو جھگڑے اور بحث میں پڑنے کی کچھ حاجت نہیں۔ خدا تعالیٰ نے انسان کی قضاء و قدر کو مشروط بھی رکھا ہے جو توبہ خشوع خضوع سے ٹل سکتی ہیں۔ جب کسی قسم کی تکلیف اور مصیبت انسان کو پہنچتی ہے تو فطرتاً اور طبعاً اعمال حسنہ کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اپنے اندر ایک قلق اور کرب محسوس کرتا ہے جو اسے بیدار کرتا اور نیکیوں کی طرف کھینچے لئے جاتا ہے۔ اور گناہ سے ہٹاتا ہے"۔

اسی ارشاد میں ہماری توجہ اس بات کی طرف مبذول کروائی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کل چیزوں پر قادرانہ تصرف ہے۔ اور کل چیزوں میں دعا بھی آتی ہے اور قضاء و قدر بھی۔

پس اس قادرانہ تصرف کی وجہ سے اس بات کو جسے ہم اپنی سمجھ کے مطابق یہ کہتے ہیں کہ لکھی گئی ہے اور ٹل نہیں سکتی دعا کے ذریعے وہ ٹال بھی دیتا ہے۔ ایسا کس طرح ہوتا ہے۔ حضرت صاحب فرماتے ہیں کہ ہمیں اس کی کیفیت اور کنہ معلوم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ اور ایسی ضرورت نہ ہونے کی مثالیں ہر جگہ ملتی ہیں مثلاً انسان بیمار ہوتا ہے اور دوائی کھاتا ہے اور اسے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس دوائی کے اجزاء کیا ہیں اور ان اجزاء کی الگ الگ اور اجتماعی صورت میں تاثیرات کیا ہیں۔ لیکن وہ کھاتا ہے اور اسے آرام آجاتا ہے۔ اس دوائی کو وہ مفید سمجھتا ہے اور دوسروں کو بھی بتاتا ہے کہ فلاں دوائی میں نے کھائی اور مجھے اس سے فائدہ ہوا۔ اب کوئی اس سے یہ پوچھے کہ کس طرح فائدہ ہوا تو وہ ہرگز بتا نہیں سکتا ایک دوائی جو کھائی جاتی ہے اس کے کئی اجزاء ہوتے ہیں۔ ہر جز کی الگ الگ خاصیت ہوتی ہے۔ اور وہ تمام خاصیتیں مل کر ایک اور خاصیت پیدا کرتی ہیں۔ جو اس بیماری کے علاج کے لئے مفید ثابت ہوتی ہے جس کا بیمار نے علاج کروایا۔ یہی بات حضرت صاحب نے یہاں فرمائی ہے کہ صدہا تجربہ کاروں کے وسیع تجربے اور ہزارہا دردمندوں کی دعاؤں کے صریح نتیجے سے پتہ چلتا ہے کہ دعائیں قبول ہوتی ہیں اور جن باتوں کو ہم عام طور پر قضاء و قدر اور تقدیر سمجھتے ہیں ان کا اثر زائل ہو جاتا ہے۔ اور دعاؤں کی قبولیت سے ہمارا کام بن جاتا ہے۔

پس دعا اور تقدیر کا آپس میں اکٹھے ذکر کرنے سے کسی الجھن کا پیدا ہونا مناسب نہیں۔ دعا اپنی جگہ پر ہے تقدیر اپنی جگہ پر ہے۔ اور دعا کا قبول ہونا ہزاروں افراد کا تجربہ ہے۔ بلکہ لاکھوں کروڑوں کا۔ انسان دعا کرتا ہے اور اس کا نتیجہ سامنے آجاتا ہے۔ یعنی جب خدا چاہتا ہے تقدیر زائل ہو جاتی ہے۔ اور دعا قبول ہو جاتی ہے۔ اور جو کچھ ہم چاہتے ہیں وہ ہمیں مل جاتا ہے۔

پس اصل بات یہ ہے کہ تمام چیزوں پر خدا تعالیٰ کے قادرانہ تصرف پر ایمان ضروری ہے۔ اگر ہم اس کا ہر چیز پر قادرانہ تصرف مانتے ہیں اور اس بات کا دل میں یقین رکھتے ہیں کہ واقعی ایسا ہے تو پھر ہمیں دعا اور تقدیر کے موضوع کو کسی الجھن کا باعث نہیں بننے دینا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق عطا فرمائے کہ ہمارے دل میں اس کے قادرانہ تصرف پر ایمان ہمیشہ بڑھتا رہے اے خدا تو ایسا ہی کر۔

جور و استبداد سے سر کو جھکا سکتے نہیں
ولولہ جو دل میں برپا ہے مٹا سکتے نہیں
میری آنکھوں سے چھپا سکتے ہو ہر میزان کو
اپنی آنکھوں کو حقائق سے بچا سکتے نہیں
میرے گھر پر آئے ہو تم وار کرنے کے لئے
آ تو سکتے ہو مگر تم آ کے جا سکتے نہیں

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مجلس انصار اللہ کے آغاز پر

(حضرت صاحبزادہ مرزا محمود احمد صاحب کا پیغام)

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ صبح کے قریب میں نے دیکھا کہ ایک بڑا محل ہے اور اس کا ایک حصہ گرا رہے ہیں اور اس محل کے پاس ایک میدان ہے اور اس میں ہزاروں آدمی پتھیروں کا کام کر رہے ہیں اور بڑی سرعت سے اینٹیں پاتھتے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیسا مکان ہے اور یہ کون لوگ ہیں اور اس مکان کو کیوں گرا رہے ہیں؟ تو ایک شخص نے جواب دیا کہ یہ جماعت احمدیہ ہے اور اس کا ایک حصہ اس لئے گرا رہے ہیں تا پرانی اینٹیں خارج کی جائیں (اللہ رحم کرے) اور بعض کچی اینٹیں پکی کی جائیں اور یہ لوگ اینٹیں اس لئے پاتھتے ہیں تا اس مکان کو بڑھایا جاوے اور وسیع کیا جائے۔ یہ ایک عجیب بات تھی کہ سب پتھیروں کا منہ مشرق کی طرف تھا اس وقت دل میں خیال گذرا کہ یہ پتھیرے فرشتے ہیں اور معلوم ہوا کہ جماعت کی ترقی کی فکر ہم کو بہت کم ہے بلکہ فرشتے ہی اللہ تعالیٰ سے اذن پا کر کام کر رہے ہیں۔ چنانچہ میں نے سوچا کہ جو کوئی کسی کے کام میں اسے مدد دیتا ہے وہ اس کا دوست اور پیارا بن جاتا ہے تو اگر ہم اس وقت ملائکہ کے کاموں میں مدد کریں گے جو خود اپنی ہی مدد ہے تو ضرور ہے کہ ملائکہ کا ہم سے خالص تعلق ہو جائے اور اس تعلق کی وجہ سے خود ہمارے نفوس کی بھی اصلاح ہو اور ملائکہ ہمارے دلوں میں کثرت سے نیک تحریکیں شروع کر دیں۔ چنانچہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں دو تحریکیں پیدا کیں کہ جن سے سلسلہ کی خدمت مد نظر ہے ایک تو یہ کہ طاعون شروع ہے اور اب کے سال بہت بڑھے گی۔ اس لئے ایک اشتہار دیا جائے جس میں لوگوں کو اس سلسلہ کی دعوت دی جائے۔ اور اس موقعہ پر لوگوں کے دل نسبتاً زیادہ سخت نہیں ہوتے اس لئے اللہ تعالیٰ چاہے تو بہت فائدہ ہو گا اور یہ اشتہار ہزاروں کی تعداد میں کثرت سے بلاد ہند میں شائع کیا جائے۔ چنانچہ یہ اشتہار میں نے لکھ کر چھپنے کے لئے دے دیا ہے جو چند دنوں تک ہی تیار ہو جائے گا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ احمدی احباب خصوصاً جن علاقوں میں طاعون کا زور ہو اس اشتہار کی کثرت سے اشاعت کریں گے اور جن کے دل میں اللہ تعالیٰ یہ تحریک پیدا کرے وہ مجھ سے اشتہار طلب کریں جو فوراً ان کی خدمت میں بھیج دیا جائے گا۔ دوسری تحریک جو اللہ تعالیٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے کہ ایک انجمن قائم کی جائے جس کے ممبران خصوصیت سے (کلام الٰہی اور دعوت الی اللہ) کی طرف توجہ رکھیں اور افراد جماعت میں صلح و آشتی پیدا کرنے کی کوشش کریں اور اس کے ممبران اپنے دنیاوی کام کرتے ہوئے بھی اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کر دیں یعنی ہر ایک موقعہ سے جو (دعوت الی اللہ) کا ملے فائدہ اٹھائیں اور گویا اس فکر میں اپنے اوپر آرام و چین حرام کر دیں پس اس لئے میں اس اعلان کے ذریعہ سے ہر ایک اس روح کو جو اپنے اندر حق کے پہنچانے کا جوش رکھتی ہے بلاتا ہوں کہ وہ اس کام میں مدد دے اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کی امیدوار ہو۔ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ کا منشاء تو پورا ہو کر رہے گا یہ ایک موقعہ ہے کہ جو ہم کو دیا گیا ہے جس نے (حضرت بانی سلسلہ) کو دنیا کی ہدایت اور روشنی کے لئے بھیجا وہ اس کے نور کو اور ہدایت کو دنیا میں پھیلائے گا۔ کیا دنیا باوجود (حضرت بانی سلسلہ) کے آنے کے تاریک ہی رہے گی؟ ہر گز نہیں ایسا ہر گز نہیں ہو گا خدا تعالیٰ کی باتیں ٹلا نہیں کرتیں۔ باقی مبارک وہ جو اللہ تعالیٰ کے ارادوں میں اپنے ارادوں کو شامل کر دیتا ہے اور جیتے جی اپنے مولا کی راہ میں اپنی خواہشوں اور امنگوں پر موت وارد کر لیتا ہے۔ یہ شخص ہے جو حقیقی زندگی بسر کرتا ہے اور اس کی حیات سچی حیات ہے۔ ورنہ وہ انسان جو باوجود اشرف المخلوقات ہونے کے سگِ دنیا بن کر طمع و حرص کے مردار پر گرتا ہے اور اپنے ہمسایہ اور پڑوسی سے لڑ اور جھگڑ کر اپنی زندگی بسر کرتا ہے اس کی زندگی ہی کیا اور اس کے جینے کا فائدہ ہی کیا۔ بہتر ہوتا کہ وہ پیدا ہی نہ ہوتا اور وہ دن دور نہیں جب کہ اسے کہنا پڑے گا کہ (کاش میں مٹی ہوتا) پس مت سمجھو کہ دنیا کی ترقیوں اور مال و جلال کے بڑھانے سے تم اپنے اصلی مقصد کو پہنچ گئے بلکہ جب تک اپنے بھائی کی فکر نہ کرو اور دین کی فکر تمہیں سوہان جان ہو کر نہ لگے تم نے اپنی عمر ضائع کر دی اور قیمتی وقت بے ہودہ باتوں میں کھو دیا۔ کاش تم اتنا سمجھتے کہ جس مسافر نے دور جانا ہو اور لمبی منزل طے کرنی ہو وہ جس قدر ممکن ہو بوجھ کو ہلکا کرتا ہے اور فضول اور زائد چیزوں کو نہیں اٹھاتا۔ پس کیا افسوس ہے اس پر جس نے نہ معلوم کیسے دشوار گذار راستوں سے گذر کر میدان حشر میں پہنچنا ہے اور ہر وقت اسی فکر میں ہے کہ جو کچھ بھی ملے وہ اپنے کندھے پر اٹھالوں۔ دنیا کی آسائشیں اور عیش و عشرت کی زندگی ایک بوجھ ہے جو اس مسافر کو تھکا کر چُور کر دے گا اور جنت کے دروازہ پر پہنچنے سے پہلے ہی اس کی ہڈیاں توڑ دے گا۔ لیکن خدمت دین ہی ایک ایسی سواری ہے جو ہر وقت اسے بہشت بریں کی طرف اڑائے لئے جا رہی ہے۔ کتنے دل ہیں کہ جو اپنے بھائیوں کے لئے غمگین ہیں اور کتنی آنکھیں ہیں جو دنیا کی گمراہی کو دیکھ کر چشم پر آب ہیں۔ ہاں کتنے جگر دین کی پراگندگی پر چاک چاک ہو رہے ہیں اور کن کن کے گریبان ایسے پھٹے ہیں کہ وہ بس سے ہی نہیں جاتے۔ ہمارے ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں کروڑوں بھائی ہیں کہ جنھوں نے خدا کو بھی نہیں پہچانا جو ملائکہ کے منکر ہیں جو کتب سماوی کے قائل نہیں جو رسولوں پر ٹھٹا کرتے ہیں جن کے زمانہ میں (حضرت بانی سلسلہ آئے) لیکن انہوں نے اس کی قدر نہ کی اور اپنی آنکھوں سے غفلت کی پٹی اتار کر اسے نہیں دیکھا۔ ہم نے ان کے لئے کیا کیا اور ان تک اس (-) کے پاک و شیریں کلمات کے پہنچانے میں کس قدر کوشش کی۔ کیا تم نے سنا نہیں کہ "خفتہ را خفتہ کے کند بیدار" جب ہم خود ہی سوتے رہے اور دنیا کی جھوٹی چمک اور یورپ کی فریب دہ جلوہ آرائیوں پر مرتے رہے۔ تو غیر کو جگانے سے پہلے بہتر ہے کہ اپنے آپ کو جگائیں اور دوسرے کی آنکھوں سے جہل کی پٹی اتارنے سے پہلے اپنی ہی آنکھوں کا فکر کریں۔ ملائکہ اس کام میں لگے ہوئے ہیں پس بہتر ہے کہ ہم بھی لہو لگا کر (-) میں مل جائیں۔ کام تو اللہ ہی نے کرنا ہے ہماری تو کوششیں ہی ہیں اور سچی بات تو یہ کہ کوشش کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ ہی دیتا ہے۔

ہمارا کچھ نہیں سب کچھ اسی درگہ سے ملتا ہے
بلا حکم خدا کب ایک تنکا تک بھی ہلتا ہے

یہ مت سمجھ کہ ہم اس کام کے لائق نہیں اگر ہمت و استقلال ہو اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق ہو تو پھر وہ خود ہی (دین) کا علم سکھلا دیتا ہے حضرت (بانی سلسلہ) فرمایا کرتے تھے کہ مجھے ایک رات میں کئی ہزار عربی الفاظ کا مادہ سکھلا دیا گیا تھا۔ پس خدا کے خزانے وسیع ہیں کمر ہمت کو چست کرو اور دنیا کو کھول کر سنا دو کہ "دنیا میں ایک (-) آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا مگر خدا اسے قبول کرے گا اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی کو ظاہر کرے گا۔" (دین) کا سورج گہن کے نیچے ہے۔ خدا کے حضور میں تڑپو آہ و زاری کرو تا وہ گہن دور ہو اور دنیا خدا تعالیٰ کا چہرہ دیکھے (-) دھوکے کو چھوڑ دو اور صاف صاف الفاظ میں دنیا پر وہ سچائیاں ظاہر کرو جو خدا نے تم کو دی ہیں تا قیامت کے دن سبکدوش ہو کہ ہم نے اپنی طرف سے (دعوت الی اللہ) کر دی تھی۔ کون جانتا ہے کہ میں کل تک زندہ رہوں گا پس ہر ایک انسان کا فرض ہے کہ وہ کل کے آنے سے پہلے ہی اپنے خیالات کا دنیا پر اظہار کرے اور مولیٰ سے جو کچھ ہدایت پائی اس کو لوگوں پر پیش کرے پھر جس کا دل چاہے مانے اور جو چاہے انکار کر دے۔ (-)

اپنی کمر ہمت باندھ کر میرے ساتھ اس کام میں شامل ہو اور جہاں تک ہو سکے اس کام کو کرو تا خدا تعالیٰ کی درگاہ سے انعام کے مستحق ہو یہ سلسلہ تو ضرور پھیلے گا ہی لیکن ہم نے سستی دکھائی تو ہم انصار کیونکر بنیں گے لیکن چونکہ یہ بڑا عظیم الشان کام ہے اس لئے میں یہ شرط لگانی پسند کرتا ہوں کہ جس نے اس کام میں حصہ لینا ہو وہ پہلے سات دفعہ استخارہ کرے تا اللہ تعالیٰ اس کے کام کا ذمہ دار ہو جاوے اور اگر سات دفعہ استخارہ کرنے کے بعد اس کے دل کو اللہ تعالیٰ اس طرف جھکا دے تو پھر شوق سے اس انجمن میں داخل ہو چنانچہ میں نے بھی اس اعلان کے پہلے خود کئی دفعہ استخارہ کیا اور نہ صرف خود ہی کیا بلکہ کئی ایک نیک اور صالح دوستوں سے بھی استخارہ کروایا اور کئی ایک دوستوں کو اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بشارات بھی ہوئیں تب جا کر یہ کام میں نے شروع کیا اور استخارہ کرنے کے بعد حضرت (امام جماعت الاول) سے بھی اجازت لی۔ چنانچہ اس انجمن کے وہ قواعد جس کی پابندی ہر ایک ممبر کو لازمی ہو گی وہ بھی حضرت (امام جماعت الاول) کے سامنے پیش کر کے اجازت حاصل کر لی گئی ہے وہ قواعد یہ ہیں۔

(1) اس مجلس کے ہر ایک ممبر کا فرض ہو گا کہ حتی الوسع (دعوت الی اللہ) کے کام میں لگا رہے اور جب موقعہ ملے اس کام میں اپنا وقت صرف کرے جو اپنے گاؤں یا شہروں میں کر سکیں وہاں کریں جنہیں زیادہ موقعہ ملے اور علاقہ میں بھی۔

(2) ہر ایک ممبر کا فرض ہو گا کہ (کلام الٰہی) کے پڑھنے اور پڑھانے میں کوشاں رہے۔

(3) ہر ایک ممبر کا فرض ہو گا کہ سلسلہ احمدیہ کے افراد کی آپس میں صلح اور اتحاد پیدا کرنے میں کوشاں رہے اور لڑائی اور جھگڑوں سے بچے۔ خصوصاً جبکہ آپس میں کوئی جھگڑا ہو تو خود فیصلہ کر لیں ورنہ حضرت (امام جماعت الاول) سے دریافت کر لیں۔

(4) ہر ایک قسم کی بدظنیوں سے بچے جو اتحاد اور اتفاق کو کاٹتی ہیں۔

(5) ہر ماہ کے آخر میں وہ مجھے یا جس کو اللہ تعالیٰ اس کام پر مقرر کرے اطلاع دیں کہ انہوں نے اس ماہ میں کیا کام کیا۔

(6) اس مجلس کے ممبر آپس میں رشتہ اتحاد پختہ کرنے کے لئے کوشاں رہیں اور تعلق بڑھانے کے لئے ایک دوسرے کے لئے دعا کریں اور حدیث صحیح کے مطابق جو قریب کے دوست ہوں ایک دوسرے کی دعوت کریں (-) اور عام طور پر سے عموماً اور ممبران سے خصوصاً ہمدردی ظاہر کریں اور بوقت مشکلات مدد کریں۔

(7) تسبیح اور تحمید پر کوشش کریں (-)

(8) اس مجلس کے ممبر خصوصیت سے حضرت امام جماعت الاول کی فرمانبرداری کا خیال رکھیں۔

(9) (عبادات) پابندی اوقات سے ادا کریں اور نوافل (-) روزہ کے لئے بھی کوشش کریں کیونکہ ترقیات روحانی نوافل سے ہوتی ہیں۔

جو صاحب استخارہ مقررہ کے بعد ممبر ہونا چاہیں مجھے اطلاع دیں۔ تا کہ ان کا نام درج کیا جائے۔

خاکسار مرزا محمود احمد از قادیان

(انوار العلوم جلد اول ص 333)

○○○

ایک اچھی بات

اپنے خیالات کو پاک بنانے کے لئے خدا تعالیٰ کی مدد حاصل کرنی چاہئے۔ اور ایسا صرف دعا ہی سے کیا جا سکتا ہے

زندگی کا کچھ اعتبار نہیں معلوم نہیں آئندہ سال تک کون مرے اور کون زندہ رہے گا اس لئے سچے دل سے توبہ کرنی چاہئے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میر قمر سلیمان احمد

کیا سائنس کا راستہ مذہب سے جدا ہے؟

پندرھویں صدی سے لے کر آج تک دنیا نے سائنس کے میدان میں جو تیز رفتار اور حیرت انگیز ترقی کی ہے اس سے جہاں ایک طرف لوگوں کا شعور بیدار ہوا ہے وہاں ایک منفی اثر یہ پڑا ہے کہ دنیا ان سائنسی علوم اور ترقیات کے زعم میں خدا تعالیٰ سے دور ہوتی چلی گئی۔ اور مذہب استخفاف کی نظر سے دیکھا جانے لگا۔ اس صورت حال کے جتنے ذمہ دار نام نہاد مذہبی رہنما ہیں اتنے ہی سائنس دان بھی ہیں دونوں ہی تنگ نظری اور تعصب سے ایک دوسرے پر بیجا حملے کرتے رہتے ہیں اور کسی نے بھی دوسرے کے موقف کو احتیاط اور سنجیدگی سے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی۔ حالانکہ دونوں ہی اپنے نظریات کی سچائی ثابت کرنے کے لیے تجربہ اور مشاہدہ کی ایسی معقول اور منطقی طرز فکر پر بنا کرتے ہیں جسے موجودہ زمانہ میں سائنٹفک طریق کار کہا جاتا ہے۔

حضرت امام جماعت الثالث فرمایا کرتے تھے کہ مذہب خدا تعالیٰ کا قول ہے اور سائنس فعل اور یہ ہو نہیں سکتا کہ خدا تعالیٰ کے قول و فعل میں کوئی اختلاف ہو۔ حضرت امام جماعت الثالث کی یہ بات نہایت گہری حکمت اپنے اندر رکھتی ہے لیکن بدقسمتی سے ہوا یہ کہ قول سمجھنے کے دعویداروں نے فعل سمجھنے سے انکار کر دیا اور فعل سمجھنے کے دعویداروں نے قول کا انکار کر دیا اور نتیجۃً دونوں میں فاصلے بڑھنے لگے۔

حضرت امام جماعت الثالث یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالیٰ نے انسان کو چار قوتیں عطا فرمائی ہیں جن میں جسمانی ذہنی، اخلاقی اور روحانی قوتیں شامل ہیں۔ یہ ارشاد بھی ایک ایسی گہری حقیقت اپنے اندر رکھتا ہے کہ اگر مذہب اور سائنس کے راہنما اس کا بنظر غائر مطالعہ کریں تو ان کے آپس کے بہت سے اختلافات بسہولت حل ہو جائیں، چونکہ مذہب کا زیادہ تر تعلق انسانی روح سے ہے اس لئے اس کی حقیقت روحانی تجارب سے ہی واضح ہو سکتی ہے لیکن ہوا یہ کہ سائنس نے مذہب کو روحانی قوت کی بجائے جسمانی اور ذہنی قوتوں کے حوالے سے پرکھنا شروع کر دیا اور ان پرکھنے والوں کی روحانی صلاحیتیں کمزور ہونے کی وجہ سے نیز تجارب کا غلط میدان چننے کی وجہ سے جب کماحقہ نتائج برآمد نہ ہوئے تو انہوں نے مذہب ہی کا انکار کر دیا۔

سائنس دانوں کو اس بات پر بہت فخر ہے کہ وہ اپنی تحقیقات بلا تعصب اور غیر جانبداری سے کرتے ہیں اور ان کا مقصد صرف حقائق کی تلاش ہوتا ہے اور اس راستہ میں جو بھی نتیجہ برآمد ہو وہ اسے خوش دلی سے قبول کرتے ہیں جبکہ مذہبی راہنما تنگ نظری اور تعصب کا مظاہرہ کرتے ہیں اور خوامخواہ حقائق سے صرف نظر کر کے اپنی رائے ٹھونسنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو سائنس دان سائنسی تحقیقات میں تو واقعی غیر جانبداری کا مظاہرہ کرتے ہیں لیکن مذہبی نظریات کے بارہ میں وہ اتنے ہی متعصب تنگ نظر اور غیر سائنسی طرز عمل کا مظاہرہ کرتے ہیں جس کا شکوہ انہیں مذہبی راہنماؤں سے ہے۔

کلام الٰہی میں متقیوں کی ایک بنیادی صفت یہ فرمائی گئی ہے کہ وہ غیب پر یقین رکھتے ہیں اور حضرت بانی سلسلہ نے یقین کی تین اقسام یعنی علم الیقین عین الیقین اور حق الیقین بیان فرمائی ہیں۔

علم الیقین سے مراد وہ یقین ہے جب کسی بات کو خود آنکھوں سے تو نہ دیکھا ہو مگر معتبر گواہوں وغیرہ کی گواہی سے یا دوسرے شواہد سے یقین کر لیا جائے اور عدالتیں قتل تک کے جرم میں اسی اصول پر قاتل کو سزائے موت دے دیتی ہیں۔

عین الیقین سے مراد وہ یقین ہے جس میں انسان اپنی آنکھوں سے یا دیگر حواس خمسہ سے کسی بات کا مشاہدہ کرے اور یہ یقین کی پہلی قسم سے زیادہ معتبر ہے۔ اس کی مثال حضرت بانی سلسلہ نے آگ سے بیان فرمائی ہے کہ اگر کوئی شخص دور سے دھواں وغیرہ دیکھے تو وہ اندازہ کر لے گا کہ وہاں آگ جل رہی ہے بے شک ابھی اس نے آگ دیکھی نہ ہو۔ یہ قسم علم الیقین کہلاتی ہے۔ اور جب وہ قریب جا کر آگ کو خود دیکھ لے تو یہ عین الیقین ہے اور تیسری اور سب سے معتبر وہ قسم ہے کہ جس میں انسان اس آگ کی حرارت اور خواص وغیرہ کا مشاہدہ بھی کر لے۔ اس قسم کو حق الیقین کہتے ہیں اور اس میں یقین سب سے اونچے مرتبہ پر پہنچ جاتا ہے۔

موجودہ سائنس میں بھی ایک حد تک اسی قسم کے طریق پر عمل کیا جاتا ہے کسی دریافت طلب چیز کے بارہ میں پہلے ایک مفروضہ قائم کیا جاتا ہے جسے Hypothesis کہتے ہیں اس کے بعد اس پر تجربات کئے جاتے ہیں اور یہ دیکھا جاتا ہے کہ تجربات کے نتیجہ میں یہ مفروضہ کتنا درست ہے؟ یہ غیب پر ایمان لانے کی ہی ایک صورت ہے اور بعد از تجربات یا تو وہ مفروضہ رد کر دیا جاتا ہے یا قبول کر لیا جاتا ہے اور اپنے نتائج شائع کر دیئے جاتے ہیں پھر اس میں دلچسپی رکھنے والے دوسرے سائنس دان اس بیان شدہ طریق پر مزید تجربات کرتے ہیں۔ بہت سے تجربات سے اس مفروضہ کی تائید ہو جائے تو وہ یقین میں ایک قدم اور آگے بڑھتا ہے اور اسے نظریہ یا تھیوری کا نام دیا جاتا ہے۔ تھیوری اسی سطح کا نام ہے جسے بالعموم سائنس دانوں میں قبولیت حاصل ہوتی ہے۔ تیسرے اور آخری مرحلے میں جب تھیوری مسلسل تجربات کی روشنی میں ہمیشہ وہی نتائج ظاہر کرے جن کا ذکر کیا گیا ہے تو اسے قانون یا Law کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے اور سائنسی میدان میں یہ یقین کا بلند ترین درجہ ہے۔

موجودہ سائنس کا آغاز مختلف مشینوں کی ایجاد سے ہوا اور یہ وہ میدان ہے۔ جہاں سائنس زیادہ تر کائنات میں موجود عناصر کے ظاہری خواص سے فائدہ اٹھاتی رہی۔ اسے سائنس کے جسمانی میدان میں ارتقاء کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔ لیکن وقت کے ساتھ ساتھ سائنس کا رخ ذہنی قوتوں کے سمجھنے اور کائنات کے ایسے پیچیدہ اور باریک رازوں سے پردہ اٹھانے کی طرف ہوتا چلا گیا جہاں بظاہر تجربات سے کوئی بات ثابت نہیں کی جا سکتی تھی اور نہ ہی کوئی ایسی مشین ایجاد کی جا سکی جو اتنے باریک ذرات کے بارہ میں معلومات دے سکے چنانچہ اس سطح پر سائنس دان ریاضی اور منطق کے ذریعہ ان مسائل کا حل پیش کرنے لگے اور ان کی یہ بحث نہ صرف عوام الناس سے دور ہوتی چلی گئی بلکہ بہت سے ایسے ریاضی دانوں کے لئے بھی ناقابل فہم ہو گئی جن کی ذہنی صلاحیتیں بہت اعلیٰ درجہ کی نہیں تھیں اور ایسے سائنس دان اور عوام الناس ان نظریات کو صرف اس بنیاد پر ماننے پر مجبور ہو گئے کہ یہ نظریات نیوٹن اور آئن سٹائن جیسے بڑے بڑے ریاضی دانوں نے پیش کئے ہیں۔ اور اس طرح وہ سائنس کے اس "غیب" پر ایمان لانے پر مجبور ہو گئے جو کسی بڑے ریاضی دان نے بیان کیا اور ان کے پاس اس نظریہ کے ثبوت کی دلیل اس کے سوا کوئی نہ رہی کہ یہ بات فلاں ریاضی دان نے بیان کی ہے۔

سائنسی طریق کی ایک بنیاد مشاہدہ پر مبنی ہے اور جب کوئی چیز مشاہدہ میں آ جائے تو خواہ وہ بظاہر کتنی ہی مافوق الفطرت کیوں نہ ہو اسے رد کرنے کا کسی کو اختیار نہیں ہوتا اور سائنس دان اس پر تجربہ کر کے اس کی وجوہات معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں مثلاً بعض ایسے نابینا افراد ملتے ہیں جو انگلیوں کی مدد سے رنگوں کی پہچان کر لیتے ہیں۔ اس قسم کی صلاحیت کو ESP (Extra -Sensory Perception) کہا جاتا ہے۔ سائنسدان اس قسم کی صلاحیت کا انکار نہیں کر سکتے البتہ اس کی وجوہات معلوم کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں۔ مذہب بھی اسی طریق پر اپنی سچائی کا اعلان کرتا ہے اور اگر اس کو پرکھنے کا وہی طریق اختیار کیا جائے جس کی دعوت مذہب دیتا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہی نتائج برآمد نہ ہوں جن کا اعلان انبیاء کرتے ہیں۔

ہر مذہب کا بنیادی عقیدہ خدا تعالیٰ کے موجود ہونے پر مبنی ہے اور اس کا اصل تعلق روح سے ہے۔ سائنس دان اس جگہ مذہب سے یہ زیادتی کرتے ہیں کہ اسے جسمانی اور ذہنی اصولوں پر پرکھنا شروع کر دیتے ہیں اور جب اس میں وہ کامیاب نہیں ہوتے تو خدا تعالیٰ کے وجود سے ہی انکار کر بیٹھتے ہیں۔ حالانکہ ان کے اپنے طریقہ کار کی روشنی میں اگر ان سے کہا جائے کہ فزکس کے ایک نظریہ کو ثابت کرنے کے لئے بیالوجی یا کیمسٹری کے تجربات کئے گئے جس کے نتیجہ میں فزکس کا وہ نظریہ ثابت نہیں ہوا تو ایسے شخص کو وہ کم عقل قرار دے کر یہ کہیں گے کہ اس نظریے کے ثبوت کے سلسلہ میں جب تک آپ اسی طرح تجربہ نہ کریں جس طرح بیان کیا گیا ہے نیز آپ کے پاس ویسی ہی اعلیٰ درجہ کی ذہنی صلاحیتیں نہ ہوں جو ان تجربات کو سمجھنے کے لئے ضروری ہیں آپ اس نظریہ کا انکار کر ہی نہیں سکتے۔

لیکن مذہب میں وہ بعینہٖ اس کے برعکس طرز عمل اختیار کرتے ہیں اور اس کی طرف کلام الٰہی میں ارشاد ہے کہ وہ کہتے ہیں تو سیڑھی لے کر آسمان پر چڑھ جا اور وہاں سے کتاب لے کر آ۔ اور اسی طرح ارشاد ہے کہ فرعون نے ہامان سے کہا کہ میرے لئے ایک محل تعمیر کر جس پر چڑھ کر میں موسیٰ کے معبود کی اطلاع پاؤں۔ حالانکہ جن چیزوں کا تعلق روح سے ہے وہ جسمانی تجارب اختیار کرنے سے پرکھی ہی نہیں جا سکتیں۔

سائنس کی دنیا میں اگر کوئی سائنس دان ایک مفروضہ پیش کرے یا اپنے مشاہدہ پر مبنی کسی حقیقت کا اعلان کرے اور پھر بعض تجارب کے ذریعہ اسے ثابت کر دے تو وہ اپنے نتائج شائع کر دیتا ہے۔ اب یہ دوسرے سائنس دانوں کا فرض ہو جاتا ہے کہ وہ جب تک اس مفروضہ کو سامنے رکھتے ہوئے انہی حالات میں وہی تجربات نہ کریں جیسا کہ اس سائنسدان نے کئے وہ اس مفروضہ کو رد کرنے کا کوئی اختیار نہیں رکھتے۔ لیکن مذہب کے معاملہ میں ان کا معاملہ برعکس ہوتا ہے اور وہ راستہ اختیار کئے بغیر جس کی طرف انبیاء ان کی راہنمائی کرتے ہیں انکار کر دیتے ہیں اور اس غیر سائنسی طرز فکر کا مظاہرہ کرتے ہیں جس کی شکایت انہیں مذہبی راہنماؤں سے ہے۔

جس طرح سائنس میں ایک اعلیٰ درجہ کے سائنس دان کو سند کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور عوام الناس اس کے بیان کردہ نظریات کو صرف اس لئے مانتے ہیں کہ ان میں اس نظریہ کو پرکھنے کی ذہنی صلاحیتیں ہی موجود نہیں ہوتیں جبکہ ذہنی صلاحیتوں کے اعتبار سے اس سائنسدان کا درجہ بہت بلند ہوتا ہے مثلاً آئن سٹائن کے نظریہ اضافت کو عوام الناس تو کیا اچھے بھلے ریاضی دان نہیں سمجھ سکتے مگر صرف اس بنیاد پر مانتے ہیں کہ چوٹی کے ریاضی دان اس سے متفق ہیں تو پھر کیوں مذہبی معاملات میں یہ مطالبہ کیا جاتا ہے کہ انہیں بھی انبیاء جیسا عرفان حاصل ہونا چاہئے۔

حضرت بانی سلسلہ نے فرمایا ہے کہ فلاسفر غور و فکر کے بعد اس نتیجہ پر تو پہنچ سکتا ہے کہ کائنات کا کوئی خدا ہونا چاہئے لیکن واقعۃً اس کی موجودگی کا ادراک فلسفہ سے نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ سائنس بھی چونکہ ابھی تک جسمانی اور ذہنی صلاحیتوں کے میدان میں ہی سرگرم ہے اس سے ایک حد تک تو وہ اس بات کا یقین کرتی ہے کہ خدا ہونا چاہئے لیکن خدا موجود ہے کا سوال موجودہ سائنسی نظام کے دائرہ سے ابھی بہت دور ہے۔

کائنات پر غور کرنے سے سائنس دانوں پر ایک بات بالکل واضح ہو گئی ہے کہ اس کے قیام میں کئی قوتیں کام کر رہی ہیں۔ سائنس دان ایسی تین بنیادی قوتوں کا ذکر کرتے ہیں جو کائنات میں موجود ہیں لیکن ان کی ایک دوسرے سے مفاہمت اتنی زبردست ہے کہ نظریاتی فزکس کے ماہرین اس کوشش میں ہیں کہ ان کا آپس میں ربط تلاش کر کے دریافت کیا جائے کہ دراصل

باقی صفحہ 6 پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غلام مصطفیٰ تبسم

سیٹلائیٹ سسٹم کا تعارف

اس سے قبل احمدیہ ٹیلی ویژن انٹرنیشنل اور سائنس کے متعلق آپ اس کالم میں پڑھ چکے ہیں۔ اس بار سیٹلائیٹ سسٹم کا تعارف پیش ہے۔

آج سے تقریباً نصف صدی پہلے ایک ناول نگار (FICTION WRITER) آرتھر سی کلارک (ARTHER C CLARKE) نے اپنے ایک ناول میں یہ تصوّر پیش کیا کہ اگر خلاء میں 23000 میل کی بلندی پر خطِ استواء پر ایک لائن میں مصنوعی سیاروں کو زمین کی گردش کی رفتار کے مساوی رفتار دی جائے تو وہ زمین سے ساکن نظر آئیں گے اور ان سے مواصلات کا کام لیا جاسکتا ہے۔ اس وقت تو پڑھنے والوں نے اسے ایک ناول نگار کے تخیل سے زیادہ اہمیت نہ دی لیکن آج یہ تصوّر ایک ناقابلِ تردید حقیقت بن کر سامنے آچکا ہے۔

تقریباً 23000 میل یعنی 35000 کلومیٹر کی بلندی پر خطِ استواء کے متوازی زمین کا مدار GEO-STATIONARY-ORBIT کہلاتا ہے اور اسے ناول نگار کے نام کی مناسبت سے CLARKE BELT بھی کہا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا مدار ہے جہاں پر مصنوعی سیاروں کی رفتار زمین کی محوری گردش کے مساوی ہوتی ہے۔ اور یہاں جو مصنوعی سیارے چھوڑے جاتے ہیں وہ زمین کی رفتار کے برابر کی رفتار سے گردش کرتے ہیں اور ساکن معلوم ہوتے ہیں۔ بالکل اسی طرح جیسے آپ کسی بس میں سفر کر رہے ہوں اور اس کے برابر دوسری بس جا رہی ہو تو یوں لگے گا کہ دونوں بسیں ساکن ہو گئی ہیں۔ اسی لئے ان مصنوعی سیاروں سے سگنل موصول کرنے کے لئے ڈش انٹینوں کا رخ ایک ہی طرف رکھنا پڑتا ہے۔ اور یہ سیارے GEO STATIONANRY ORBIT SATELLITES کہلاتے ہیں۔ 1963ء میں SYANCOM نامی پہلا سیارہ جیوسٹیشنری خلاء کے مدار میں چھوڑا گیا۔ اس کے بعد امریکہ نے INTELSAT کے نام سے متعدد جیوسٹیشنری سیارچے بحرِاوقیانوس، بحرِالکاہل اور بحرِہند کے اُوپر چھوڑے یہ سیارچے جن میں سے ہر سیارچہ کرۂ ارض کے 1/4 حصہ کو COVER کرتا ہے۔ یہ سیارچے بین الاقوامی مواصلاتی رابطے فراہم کرنے کا موجب بنے۔

اس وقت سو سے کہیں زائد مواصلاتی سیارے GEO STATIONARY ORBIT میں زمین کے گرد گردش کر رہے ہیں۔ پہلے پہل یہ مصنوعی سیارے خلائی یا موسمی معلومات حاصل کرنے کے لئے چھوڑے گئے اور ان سے مواصلاتی رابطے کا کام بھی لیا جاتا رہا۔

ٹی وی کی صنعت باقاعدہ طور پر 1970ء میں سٹیلائیٹ کے دور میں داخل ہوئی اور جلد ہی اسے فروغ حاصل ہو گیا۔ جب ایسے مصنوعی سیارے چھوڑے گئے جو مقامی مصنوعی سیارے یعنی DOMESTIC SATELLITES کہلاتے ہیں تو ان سیٹلائیٹس (مصنوعی سیاروں) کا مقصد نشریات کو براہِ راست گھروں تک پہنچانا نہیں تھا۔ وہ اپنی نشریات ایسی کمپنیوں کو فراہم کرتے تھے جو ان کو ٹیلی فون لائنوں کی تاروں کے ذریعے گھروں تک پہنچاتے تھے۔ یہ کمپنیاں کیبل کمپنیاں کہلاتی تھیں۔ حال ہی میں پاکستان کے بڑے شہروں میں بھی کیبل کا نظام متعارف کروایا گیا ہے۔

1976ء میں سیٹلائیٹ سگنلز کو براہِ راست وصول کرنے کا گھریلو نظام دریافت کیا گیا جس کا سائنسی نام T.V.R.O ہے۔ جس کے معنی ہیں۔ TELEVISION RECEIVER ONLY جس کو آج کل ہم مختصراً ڈش ریسیور یا سیٹلائیٹ ریسیور کہتے ہیں۔

یہ نظام بنیادی طور پر تین حصوں پر مشتمل ہے۔

1۔ ڈش انٹینا (PARABOLIC ANTTENA)

2۔ سیٹلائیٹ ریسیور (SATELLITE RECEIVER)

3۔ ایل۔ این۔ بی۔ (LOW NOISE BLOCK DOWN CONVERTER)

زیرِ نظر شکل میں اس نظام کا ایک مختصر خاکہ پیش خدمت ہے۔

OOO

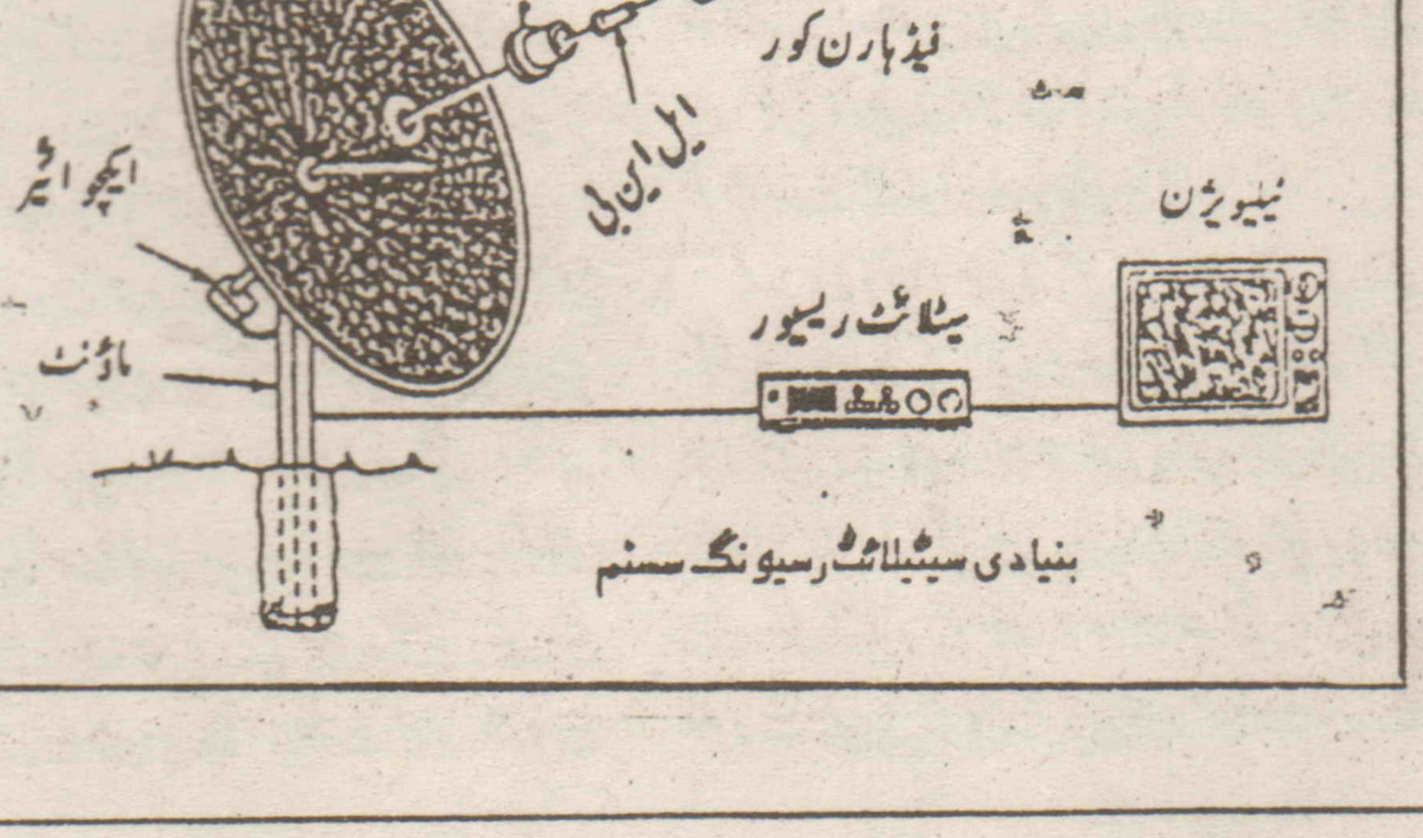

روزنامہ جنگ 26 فروری 1998ء کا اداریہ

اخبارات میں سے

مجموعی سیاسی خلفشار، کیا مارچ ہنگامہ خیز ہو گا!

مجموعی قومی سیاسی صورتحال کا جائزہ لیں تو پشاور سے کراچی تک خلفشار کی کیفیت ہر روز نمایاں تر ہو رہی ہے۔ ہر دن نئے تنازعات پیدا ہو رہے ہیں۔ بڑھ رہے ہیں سرکاری دعوے بلند بانگ ہیں مگر بر سرزمین کوئی تنازع، کوئی مسئلہ حل ہوتا نظر نہیں آرہا ہے۔ کراچی میں پختون امن جرگے کی طرف سے ایک اور ہڑتال کی دھمکی دی گئی ہے۔ متحدہ قومی موومنٹ نے حکومت سندھ سے بھی اور مرکزی حکومت سے اپنی شکایات کے ازالے کے لئے برسر اقتدار حلیف جماعت کو 24 گھنٹے کا الٹی میٹم دے دیا ہے۔ تاجروں کی طرف سے جی ایس ٹی کے نفاذ کے خلاف ایک اور ہڑتال کرنے کا اعلان ہوا ہے۔ پختونخواہ کے مسئلہ پر عوامی نیشنل پارٹی کی دھمکیاں تیزی پکڑ رہی ہیں۔ بلوچستان میں مخلوط حکومت کو دھمکیوں سے خطرات لاحق ہیں۔ پاکستان پیپلزپارٹی حکومت مخالف تحریک کا آغاز کر چکی ہے۔ جماعت اسلامی کی سخت نوعیت کی دھمکیوں کا سلسلہ جاری ہے۔ جمعیت علماء اسلام اور اس سے متفق دینی تنظیمیں بھی مخالفت تیز کر رہی ہیں۔ یہ سب کچھ بے وجہ نہیں۔ شکایات موجود ہیں۔ ان کے جائز یا ناجائز ہونے کا فیصلہ کرنا ہو تو بات چیت سے کیا جاسکتا ہے مگر حلیف جماعتوں اور اپوزیشن پارٹیوں کی شکایت پر بروقت اور سنجیدگی سے توجہ دینے کی ضرورت نظرانداز کی جارہی ہے۔ جمہوریت کی روح متقاضی ہے کہ مسائل کو ٹالنے کے بجائے انہیں گفت و شنید کے ذریعہ حل کرنے کو ترجیح دی جائے۔ مسلّمہ اصول یہ ہے کہ کسی ایک بیماری کی درست طریقے سے تشخیص اور اس کے علاج کا فوری بندوبست نہ ہو تو دوسری کئی بیماریاں آن لیتی ہیں مگر ان تقاضوں اور مسلّمہ اصولوں پر سنجیدہ توجہ دینے سے دانستہ یا نادانستہ اجتناب برتا جارہا ہے جو سیاسی خلفشار میں بھی اور اس کے نتیجہ میں اقتصادی و معاشی بحران میں اضافہ کا باعث بن رہا ہے۔ سرکاری اداروں میں ذمہ داریوں کی عدم ادائیگی کے بڑھتے ہوئے رجحان پر قابو نہیں پایا جاسکا ہے جس سے کرپشن اور بڑھی ہے۔ عام شہری بے بس ہے۔ شہری اور بنیادی سہولتوں کی عدم فراہمی نے ایسی سنگین صورتحال اختیار کرلی ہے کہ بڑے شہروں سے لے کر قصباتی آبادیوں تک میں ہاہاکار مچی ہوئی ہے مگر ضروری اقدامات کے دور دور تک آثار نہیں ہیں۔ بلدیاتی نظام وسائل کی کمی اور عدم توجہی کے باعث عملاً بیٹھ گیا ہے۔ عوام کے مسائل جوں جوں تیزی سے بڑھ رہے ہیں حکومت پر اعتماد کم سے کم ہوتا جارہا ہے۔ وزیر اعظم اعلیٰ سطحی اجلاس منعقد کرتے ہیں اور ہدایات جاری کرتے ہیں مگر ان پر عمل نہیں ہوتا۔ وزیر اعظم قوم کو بار بار یہ یقین دلاتے ہیں کہ حالات کی اصلاح کے لئے سخت اقدامات کی ہدایات جاری کر دی گئی ہیں جب ان ہدایات کے کہیں کوئی نتائج سامنے نہیں آتے تو اس سے وزیر اعظم کی یقین دہانیاں بے اثر اور بے توقیر ہو جاتی ہیں۔ حکومت پر عوام کا یقین و اعتماد قائم کرنا اور قائم Writ رکھنا حکومت کے قائم رکھنے کی لازمی ضرورت اور شرط اولین کا درجہ رکھتی ہے جس پر بھاری انتخابی مینڈیٹ کے زعم میں اتنی توجہ نہیں دی جارہی ہے جتنی یہ اشد ضروری ہے۔ حلیف جماعتیں اور نواز شریف کی مسلم لیگ کے حامی عناصر ہی جب حکومت پر اعتبار کے اظہار سے انکاری ہو جائیں تو عام شہری کیسے اعتبار و اعتماد کرے گا یہ امر زیادہ غور کا متقاضی ہے۔ ملک آج جس حقیقی سیاسی صورتحال سے دوچار ہے اس پر سرکاری میڈیا اپنی لاکھ کوششوں کے باوجود پردہ نہیں ڈال سکتا۔ عوام ساٹھ ستر اور اسی کی دہائیوں سے کہیں زیادہ آج باشعور اور باخبر ہیں۔ سرمایہ کاری کے فقدان نے ملک میں جو اقتصادی اور معاشی بے یقینی اور جمود پیدا کیا ہے عوام اس سے براہ راست متاثر ہیں۔ صورتحال یہ ہے کہ حکومت اپنی حمایت میں "سب اچھا" کے پروپیگنڈہ پر اکتفا کرنا مفید تصور کر رہی ہے جبکہ مختلف جماعتیں بشمول سرکار کی حلیف سیاسی جماعتوں کو مختلف اعلانات اور مختلف پیشکشیں کر رہی ہیں۔ سرکار اور سرکار کی حلیف جماعتوں کو آپس میں ایک دوسرے پر اعتبار نہیں رہا ہے اس لئے تمام بیانات بے نتیجہ ہوائی فائر اور صدا بہ صحرا ثابت ہو رہے ہیں غیر جانبداری کے ساتھ بغور جائزہ لیں تو من حیث القوم ہمارا اعتبار ختم ہو رہا ہے المیہ یہ ابھر رہا ہے کہ اب حکومتوں سے ہی نہیں مملکت کے حال و مستقبل پر سے ہی اعتماد و اعتبار اٹھتا نظر آرہا ہے جو ہمہ پہلو انتہائی تشویشناک امر ہے۔

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ (ہماری دلی دعائیں آپ کے لئے) فرماتے ہیں۔

"مجھے یہ دیکھ کر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آج کل عبادت اور تقویٰ اور دین داری سے محبت نہیں ہے۔ اس کی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے۔ اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہئے وہ مزا نہیں آتا۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذت اور ایک خاص حظ اللہ تعالیٰ نے رکھا نہ ہو جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزا نہیں اٹھا سکتا اور وہ اسے بالکل تلخ یا پھیکا سمجھتا ہے۔ اسی طرح سے وہ لوگ جو عبادت الٰہی میں حظ اور لذت نہیں پاتے ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہئے۔ کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس میں خدائے تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذت نہ رکھی ہو۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لئے پیدا کیا۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس کی عبادت میں اس کے لئے ایک لذت یا سرور نہ ہو۔ لذت اور سرور تو ہے مگر اس سے حظ اٹھانے والا بھی تو ہو۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملک رفیق احمد مربی سلسلہ

دلچسپ سبق آموز معلوماتی واقعات

موسم گرما اپنے عروج پر تھا اور دسمبر کے مہینہ میں ساون بھی اپنے جوبن پر تھا جب ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ سونگیا تنزانیہ میں احمدیہ بیت الذکر کی تعمیر کا سلسلہ شروع کیا جائے۔ مولانا محمد منور صاحب ان دنوں دارالسلام میں ہمارے بزرگ مربی تشریف رکھتے تھے۔ ان سے فون پر رابطہ کیا کہ نقشہ منظور ہو گیا ہے۔ اور بیت الذکر اور مربی ہاؤس بنانے کے لئے بنیادیں کھودنے کی ابتدا کی جارہی ہے۔ اس موقعہ پر آپ تشریف لائیں۔ چنانچہ آپ تشریف لے آئے اور آتے ہی مجھے کہا کہ تمہارے پاس رقم صرف 2500 شلنگ ہیں اور تمہیں دوستوں کے ساتھ بہت وقار عمل کرنا پڑتا ہے اس لئے میں پانچ دن تک یہاں رہوں گا اور تمہارے گھر کی حفاظت کروں گا تم آزادی سے صبح سے شام تک اپنے دوستوں کے ساتھ کام میں مصروف رہو۔ اسی دن افتتاحی تقریب ہوئی اور کام شروع کر دیا گیا۔ ہم بنیادیں کھودنے اور جھاڑیاں صاف کرنے میں مشغول تھے اور خدام، اطفال اور انصار کافی تعداد میں سڑک کے قریب ہی جھاڑیاں کاٹنے میں مصروف تھے کہ ملک کے صدر جناب Alli Mwinge سونگیا تشریف لائے تو راستہ میں اس طرح کی تقریب دیکھ کر گاڑی کھڑی کی ہم سے ملے اور دریافت کیا کہ آپ کون ہیں اور یہ کیا ہو رہا ہے چنانچہ انہیں تعارف کرایا اور وہ بہت خوش ہوئے۔ مولانا محمد منور صاحب نے تقریباً ایک ہفتہ میرے پاس قیام کیا اور ان کی حوصلہ افزائی اور سرپرستی تھی کہ ہم سب نے سارا سارا دن اللہ تعالیٰ کے فضل سے کام کیا اور وہ کام جو تھوڑی سی رقم سے شروع کیا گیا تھا وہ پانچ لاکھ شلنگ کی خطیر رقم سے مکمل ہو گیا۔ مولانا محمد منور صاحب اب فوت ہو چکے ہیں وہ خوش باش رہنے والی طبیعت رکھتے تھے اور حوصلہ افزائی کر کے اور دلوں کو خوش اور مضبوط کرنے والی باتیں کر کے ہمت بندھانے میں اہم کردار ادا کرنے میں اپنا ہی رنگ رکھتے تھے۔

1988ء میں جب لنڈن جانے کا پروگرام بنا تو اس وقت فروری کا آخر تھا اور فروری کے مہینہ میں اس وقت گرمی اور حبس اپنے عروج پر تھا۔ دن کے بارہ بجے ایئرپورٹ پہنچنے سے قبل نئے بوٹ خریدے اور پہن لئے۔ دارالسلام ایئرپورٹ کی کارروائی مکمل کرنے کے بعد ایئرو فلوٹ پر سوار ہوا تو سکون محسوس ہوا کیونکہ اندر موسم پرسکون اور ٹھنڈا تھا۔ چند لمحوں بعد جب جہاز نے اڑان شروع کی تو میں نے محسوس کیا کہ بوٹ پہننے کی وجہ سے پاؤں زخمی ہو چکے ہیں لیکن اب کچھ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ کیونکہ دوسرے جوتے دوسرے بیگ میں تھے جو میرے پاس نہیں تھا یہ بوٹ ماسکو میں بھی میرے لئے مصیبت بنے رہے کیونکہ سامان ایئرپورٹ پر ہی رکھ لیا گیا تھا بہرحال یہ سبق ملا کہ سفر انہی جوتوں سے کرنا چاہئے جو پہلے پاؤں میں فٹ ہیں نئے بوٹ مصیبت ڈال سکتے ہیں۔ جوں توں کر کے شام کے قریب ہم عدن پہنچے۔ تھوڑی دیر قیام کے بعد جہاز نے اڑان شروع کی تو پہلے تو دستور کے مطابق انہوں نے جوس پلایا اور بعدہ جب کھانا لایا گیا تو کھانے میں گوشت وہ تھا جو حرام تھا اور باوجود کہنے کے وہ اصرار سے وہی پیش کر رہے تھے اور اس کے طاقتور ہونے اور بہترین ہونے کے دلائل دے رہے تھے اس قسم کے رویے کی وجہ سے مجھے اس ڈبل روٹی پر گذارا کرنا پڑا جو ساتھ لایا تھا۔ آدھی رات کے بعد اڑھائی بجے ہمارا جہاز ماسکو ایئرپورٹ پر اترا تو سخت برفباری ہو رہی تھی۔ اگرچہ موسم سرد ہونے کی خبر تھی لیکن سخت برفباری دیکھ کر سردی کی شدت زیادہ ہی محسوس ہو رہی تھی۔ ایئرپورٹ پر کارروائی مکمل کرنے کے بعد ہمیں ماسکو کے ایک اعلیٰ ہوٹل میں پہنچا دیا گیا جہاں تین دن قیام تھا۔ رہائش کے لئے جو کمرہ دیا گیا اس میں میرے ساتھ ایک جاپانی دوست بھی تھے جو نہ انگریزی جانتے تھے اور نہ ہی ہماری زبان سے واقف اور جاپانی زبان سے ہم ناآشنا تھے۔ اس وقت مجھے وہ زبان کام آئی جو Namtumbo میں استعمال کیا کرتا تھا۔ اس گاؤں میں دعوت الی اللہ کے دوران ایک ایسے دوست سے واسطہ پڑا تھا جو نہ بول سکتا تھا نہ سن سکتا تھا اور نہ ہی تحریر پڑھ سکتا تھا چنانچہ اشاروں کی زبان سیکھی اور آخر وہ ہمارے ساتھ شامل ہو گیا۔ چنانچہ جاپانی ساتھی سے اسی اشاروں کی زبان میں خوب کامیابی سے گفتگو ہوتی رہی بہرحال مفید بات یا علم کبھی کام آ ہی جاتا ہے

ماسکو میں ہوٹل کے قیام کے دوران جب بھی ڈائننگ ہال میں کھانے کے لئے گیا تو بھوکا ہی رہنا پڑا۔ ہر دفعہ وہ غذا ملی جو کھانا ہمارے بس میں نہیں تھا۔ ایسی چھوٹی مچھلی ہمیں دی جا رہی تھی جو مچھلی ہی نہیں تھی بلکہ کوئی اور مخلوق تھی۔ چاول طلب کرنے پر تین چار چمچ چاولوں کو پلیٹ میں ڈال کے دیا جاتا تھا۔ تیسرے دن جب لنڈن کا سفر اختیار کیا تو خوشی ہوئی کہ اب کھانے پینے کا مسئلہ تو نہ ہو گا۔ جونہی لنڈن کی ہیتھرو ایئرپورٹ پر پہنچا تو مجھے بتایا گیا کہ میرے پاس ویزا نہیں ہے اور چونکہ سیٹ دو دن بعد ریزرو ہے اس لئے اندر جانے کی اجازت نہیں مل سکتی چنانچہ دو گھنٹے امیگریشن کے حکام سے بحث و گفتگو کر کے 6 ماہ کا ویزا حاصل کیا۔ دوسرے دن حضرت صاحب سے ملاقات کے لئے حاضر ہوا اور آپ نے پہلا سوال یہی دریافت کیا کہ ویزا کتنا ہے خاکسار کی وضاحت پر آپ نے مکرم مبارک احمد صاحب ساقی سابقہ وکیل التبشیر صاحب کو رہائش کا انتظام کرنے اور دفتر میں کام کرنے کی ہدایت کی اور مجھے یہ فرمایا کہ تمہاری صحت کمزور ہو چکی ہے اگر اسی طرح پاکستان چلے گئے تو گھر والے تکلیف محسوس کریں گے۔ اب آپ یہاں رہ کر اپنی صحت بنائیں۔ پیارے آقا کا کیا محبت والا سلوک تھا کہ گاہے بگاہے صحت کو ٹھیک کرنے والی کھانے کی چیزوں کا تحفہ بار بار ارسال کر کے میرے لئے خوشی کے آنسو لانے کا سبب بن جایا کرتے تھے

ورنہ من آنم کہ من دانم

سسکاٹون لینگویج کالج میں چندہ ماہ پڑھنے کا موقعہ ملا۔ سسکاٹون کینیڈا کے صوبہ سسکیچوآن میں ہے۔ پہلے دن جب کلاس میں حاضر ہوا تو وہاں دیکھا کہ بہت سی زبانیں بولنے والے طلباء مختلف ملکوں سے آئے ہوئے ہیں۔ ہمارا انگریزی زبان کا ٹیسٹ ہوا اور مجھے آخری کلاس میں داخل کر لیا گیا۔ صبح جب کلاس میں پہنچا تو پروفیسر نے پہلا سبق جو ہمیں پڑھایا وہ یہ تھا کہ سب سٹوڈنٹ کے نام بلیک بورڈ پر لکھ دیئے اور ہمیں یہ کہا کہ سب طلباء سب ساتھیوں کے نام ازبر کر لیں اور چہرے بھی پہچان لیں کیونکہ کلاس میں کسی کو مسٹر یا میڈم کہہ کر نہیں پکارنا بلکہ اصل نام سے پکارنا ہو گا۔ چنانچہ دس منٹ میں ہر ایک کو ہر ایک کا نام اور چہرہ شناسی ہو چکی تھی۔ جب آخری پیریڈ آیا تو ہمیں یہ بتایا گیا کہ سب نے والی بال کھیلنا ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے تو کھیلنے کی پریکٹس نہیں ہے تو انہوں نے کہا کہ سکھانا ہمارا کام ہے جب کھیل شروع ہوا تو ہر کھیلنے والے کی ضرب سے بال اس طرف نہیں جا رہا تھا جہاں کہ وہ پھینکنا چاہتا تھا سب ہی کھیل سے ناآشنا تھے لیکن کوچ ہر ایک کو ایسے رنگ میں شاباش دے رہا تھا گویا کہ بہترین کھلاڑی ہے یہی وجہ تھی کہ چند دن میں سب ہی اعلیٰ رنگ میں کھیل کھیلنے لگے۔ دارالسلام تنزانیہ میں بھی اسی قسم کا واقعہ پیش آیا کہ حوصلہ افزائی نے تھوڑے ہی وقت میں وہاں کی زبان سیکھنے کی جرات دے دی۔ واقعہ اس طرح ہوا کہ خاکسار جب 1973ء کے شروع میں وہاں پہنچا اور مجھے وہاں کی زبان نہیں آتی تھی اگرچہ چند فقرات اور بعض الفاظ یاد تھے لیکن بولنا مشکل تھا لیکن یہاں بتایا گیا کہ آپ کو خوش آمدید کہنے کے لئے جماعت کا اجلاس ہو رہا ہے جس میں آپ کو تقریر کرنا ہو گی۔ اب اندازہ تو تھا ہی کہ خوش آمدید کہنے والا کیا ایڈریس پیش کرے گا اور اسی حساب سے سواحیلی زبان کے فقرات پر مشتمل ایک جوابی خطاب تیار کر لیا جب تقریر کا وقت آیا تو اس کو پڑھ کر سنا دیا لیکن پڑھنے کے دوران سب کے چہرے دیکھتا رہا کہ کوئی مسکرا یا ہنس تو نہیں رہا لیکن سب ہی سنجیدہ تھے جس سے میں نے یقین کر لیا کہ میں نے بہت عمدہ سواحیلی لکھی ہے۔ اس تقریب کے بعد دوستوں نے بہت مبارکباد دی کہ بہت عمدہ تقریر کی ہے۔ چند سال بعد وہ تقریر مجھے مل گئی جو پڑھ کر سنائی گئی تھی تو یہ معلوم ہوا کہ کوئی فقرہ بھی درست نہیں ہے اس وقت مجھے معلوم ہوا کہ زبان پر عبور محض اس وجہ سے جلدی ہوا کہ میری پہلی تقریر کے دوران سب ہی سنجیدہ رہے کسی کے منہ پر مسکراہٹ اور مذاق کی سی ہنسی نہ تھی اور سب کا خوش ہو کر مبارکباد دینا کہ بڑی اچھی زبان آ گئی ہے یہی بڑی وجوہات تھیں جنہوں نے ہمت بڑھائی اور کامیابی سے ہمکنار کیا۔ یہی حال انگلش لینگویج کالج سسکاٹون میں ہوا جب مجھے یہ کہا گیا کہ روزانہ ایک پیریڈ میں کچھ وقت کے لئے انگریزی زبان میں اپنے خیالات اور نظریات پیش کروں۔ تو یہ میرے لئے نیا مرحلہ تھا لیکن ابتداء کی۔ ابتداء میں آہستہ آہستہ بول کر گذارہ کیا لیکن چند دنوں بعد پورے کالج کے سامنے اپنا مافی الضمیر پیش کر کے بغیر کسی روک ٹوک کے ان کے سوالات کے جوابات بھی دینے کے قابل ہو گیا حقیقت یہ ہے حوصلہ افزائی اور جرات دلانے سے کام جلدی ہو سکتا ہے بہ نسبت صرف ڈانٹ ڈپٹ کے۔

○○○

بقیہ صفحہ 4

ان میں سے کون سی قوت تمام قوتوں کا سرچشمہ ہے۔

کسی ماہر حیاتیات سے اگر یہ سوال کیا جائے کہ انسان کس طرح پیدا ہوا؟ تو اس کے جواب میں وہ جانوروں کے ارتقاء کی ایک لمبی کہانی سنائے گا جس کی بنیاد اس بات پر ہو گی کہ حیات اپنے ماحول کے مطابق رد عمل دکھاتی ہے اور بعض اوقات جانوروں میں اچانک ایسی تبدیلیاں رونما ہو جاتی ہیں جو انہیں ماحول کے مطابق ڈھلنے میں مدد دیتی ہیں اور ان تمام باتوں کے نتیجہ میں جانوروں میں تدریجاً ارتقاء ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ انسان وجود میں آیا لیکن انسان اور باقی جانوروں کی خصوصیات میں اتنا فرق ہے کہ ارتقاء کی یہ داستان ناتمام ہی رہتی ہے۔ مثلاً انسان ایک ذہین جانور ہے اور اگر تدریجاً ارتقاء مانا جائے تو دنیا میں ایسے جانور بھی ہونے چاہئیں جن کی ذہانت کی سطح انسان سے ذرا کم تر ہو اور پھر ان سے کم تر ذہین اور پھر ان کی سطح سے نیچے علیٰ ہذا القیاس۔ غرض ذہانت کا ایک تسلسل تھوڑے تھوڑے فرق کے ساتھ کمی سے زیادتی کی طرف موجود ہونا چاہئے۔ لیکن موجودہ صورت میں تو انسان اور اس کے قریب ترین ذہانت رکھنے والے جانور کی ذہانت میں کوئی نسبت بھی نہیں ہے اور اگر یہ کہا جائے یہ تسلسل قدیم زمانے میں پائے جانے والے انسان کے آباؤ اجداد کے Fossils میں ملتا ہے تو پھر سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیوں وہ جانور جو نسبتاً اعلیٰ ذہانت رکھتے تھے دنیا سے معدوم ہو گئے جبکہ کم تر ذہانت رکھنے والے جانور دنیا میں موجود ہیں؟ اور کیوں ذہانت کا ارتقاء ایسے جانوروں میں ہوا جو دو ٹانگوں پر چلتے تھے اور ان کے ہاتھ اوزار استعمال کرنے کے لئے مہیا تھے جس سے وہ بسہولت اپنے دماغ میں پیدا ہونے والے خیالات کو عمل میں ڈھالنے کی صلاحیت رکھتے تھے اور شیر چیتے وغیرہ قبیل کے جانوروں میں نہیں ہوا جن کے پنجوں میں اوزار پکڑنے کی صلاحیت ہی نہیں ہوتی؟ حالانکہ دماغی ارتقاء تو جسمانی ارتقاء سے آزادانہ ہونا چاہئے تھا۔

پھر زندہ اشیاء میں تو عمل اور رد عمل کی ایسی کیفیت پیدا ہو گئی جس سے تدریجی ارتقاء ممکن ہوا لیکن بے جان عناصر میں کیوں تدریجی ربط ہے؟ (کیا وہ واقعی بے جان ہیں؟) ہائیڈروجن سے لے کر یورینیم تک 92 عناصر ایک لڑی کی صورت میں پائے جاتے ہیں اور ان کے ذرات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی تعداد میں بالکل حسابی ترتیب کے مطابق اضافہ ہوتا ہے کہیں کوئی خلا نہیں ملتا۔ کلام الٰہی میں ارشاد ہے کہ تم کائنات پر نظر ڈال کر دیکھو تمہیں کہیں رخنہ نظر نہیں آئے گا۔ پھر دوبارہ نظر ڈالو تو وہ تھکی ہوئی واپس آ جائے گی اور کوئی رخنہ نہیں پائے گی۔

ان تمام امور کے نتیجہ میں سائنس دان اس بات پر متفق ہوتے جا رہے ہیں کہ اس کائنات کا سرچشمہ ایک ہے جس پر وہ قائم ہے۔ یعنی مذہبی اصطلاح میں وہ اس بات کو مانتے ہیں کہ اس کائنات کا ایک قیوم ہے۔ قیوم اس ذات کو کہتے ہیں جس پر تمام اشیاء کا انحصار ہو۔ حضرت بانی سلسلہ نے اس کی مثال یوں بیان فرمائی ہے جیسے چھت کا وہ شہتیر جس پر چھت قائم ہو اور اگر وہ گر جائے تو چھت قائم نہ رہ سکے۔ اس زمانہ میں یہ مثال بجلی کی توانائی سے بھی دی جا سکتی ہے۔ بجلی سے چلنے والی مشین خواہ کتنے ہی اعلیٰ درجہ کی کیوں نہ ہوں بجلی کی رو منقطع ہوتے ہی بیکار ہو جاتی ہیں چنانچہ ان میں بجلی قیوم کا کردار ادا کرتی ہے۔

کائنات کے نظام کا مطالعہ کرتے ہوئے سائنس دان ایک قیوم ہستی تک تو پہنچ جاتے ہیں لیکن وہ اس سوال کو حل کرنے میں ناکام ہرتے ہیں کہ وہ ہستی حی بھی ہے کیونکہ حیات کا تعلق روح سے ہے اور اس میدان میں ان کی مشینوں اور ریاضی کے مسائل کی رسائی نہیں۔ اس کے بالمقابل مذہب خدا تعالیٰ کو ایک حی و قیوم ہستی کے طور پر پیش کرتا ہے اور اس بات کا اعلان کرتا ہے کہ کائنات کا انتظام ایک طاقتور لیکن بے جان قوت کی بجائے ایک طاقتور' زندہ اور مدبر بالارادہ ہستی کے ہاتھ میں ہے۔

سائنس ابھی اپنے ارتقائی دور کی ابتداء میں ہے اس کا آغاز ایک جسمانی علم کے طور پر ہوا پھر وہ ترقی کرتے کرتے ذہنی میدان میں داخل ہوئی اور اب سائنس انسانی نفسیات اور مابعد الطبیعات کے مطالعہ میں داخل ہو رہی ہے اور وہ مرحلہ قریب ہے جب بالآخر مذہب جسے سائنسدان اب تک ایک فرسودہ خیال سمجھ کر رد کرتے رہے ہیں ایک نئی اور روشن حقیقت بن کر ظاہر ہو گا اور شائد کلام الٰہی میں اسی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

چنانچہ فرمایا:۔

میری طرف وحی کیا گیا ہے کہ جنوں کی ایک جماعت نے کہا کہ ہم نے یہ عجیب کلام سنا ہے جو بھلائی کا راستہ دکھاتا ہے۔

چنانچہ ہم ایمان لائے اپنے رب پر اور ہم کسی کو اس کا شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور ہمارے رب کی شان بہت بلند ہے اور اس کی کوئی بیوی یا بیٹا نہیں۔ اور ہم میں سے بعض بے وقوف اللہ تعالیٰ پر بڑھ چڑھ کر باتیں بنایا کرتے تھے۔

ہم نے آسمان کو ٹٹولا تو ہم نے اسے آگ کے شعلوں اور سخت چوکیداروں سے بھرا ہوا پایا۔ اور ہم آسمان میں سننے کی جگہوں پر بیٹھا کرتے تھے۔

پس اب جب کوئی سنتا ہے تو اپنے لئے ایک شعلہ گھات لگائے ہوئے پاتا ہے اور ہم نہیں جانتے تھے کہ زمین پر رہنے والوں کے لئے برائی چاہی گئی ہے یا ان کے رب کی طرف سے بھلائی۔

ان پر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ یہ واقعات بطور وحی کے اتارے گئے ہیں اور محض نزول کے زمانے سے ہی ان کا تعلق نہیں اور موجودہ دور میں سائنس کی ترقی دیکھ کر سائنس دانوں کو واقعی جن قرار دیا جا سکتا ہے جو اس دور کے Genius بھی کہلاتے ہیں اور اکثر سائنسدان عیسائی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں جو حضرت عیسیٰؑ اور حضرت مریمؑ کو خدائی صفات میں شریک کرتے ہیں۔ اور یہ سائنسدان خدا تعالیٰ کے وجود پر اپنے تکبر میں بڑھ بڑھ کر باتیں بناتے ہیں اور زمین پر رونما ہونے والے حوادث اور قدرتی آفات وغیرہ کا مطالعہ کر کے انسانوں کو خبردار کرتے رہتے ہیں اور آسمان میں بھی کھوج لگا رہے ہیں اور اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ کائنات کی پہنائیوں سے کوئی ایسا پیغام موصول ہو جائے جس سے اندازہ ہو سکے کہ ہمارے کرہ ارض کے علاوہ بھی کہیں ذہین زندگی کے آثار ہیں۔ اس کے لئے بڑے بڑے آلات کے ذریعہ کائنات میں نہ صرف پیغامات بھجوائے جا رہے ہیں بلکہ آسمان سے پیغام وصول کرنے کے لئے بھی ہمہ تن گوش ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ نے فرمایا ہے کہ عدم علم سے عدم شئے لازم نہیں آتا۔ یعنی کسی چیز کے بارہ میں علم نہ ہونے کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا کہ وہ چیز موجود ہی نہیں ہے۔ چنانچہ سائنس بھی جو ابھی انسانی روح سے پوری طرح واقفیت نہیں رکھتی روحانی دنیا کا انکار کرتی ہے جو معقولی منطقی لحاظ سے غلط رویہ ہے لیکن اب جس راستہ پر تحقیقات چل نکلی ہیں جلد ہی سائنسدانوں کے تجربات انہیں گھیر گھار کر اس بات کے ماننے پر مجبور کر دیں گے کہ روح موجود ہے اور اس کا گہرا اثر انسانی اعمال وافعال پر پڑتا ہے۔ تب ان کی توجہ روحانی دنیا کے مطالعہ کی طرف ہو گی اور اس وقت ان کی راہنمائی کے لئے کلام الٰہی کی صداقتیں ان کا راستہ روشن کریں گی اور وہ کائنات میں موجود قیوم ہستی کو ہی ماننے پر مجبور ہو جائیں گے۔

○○○

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم چوہدری محمد عبدالسمیع صاحب علامہ اقبال ٹاؤن لاہور کی اہلیہ صاحبہ جو کہ مکرم ڈاکٹر پروفیسر عبدالسلام صاحب کی بھاوج بھی ہیں شدید بیمار ہیں اور اتفاق ہسپتال لاہور میں داخل ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی شفاء کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم محمد یاسین صاحب ہانڈو گجر ضلع لاہور کے بیٹے محمد ادریس صاحب کو ایک ایکسیڈنٹ کی وجہ سے شدید تکلیف ہے اور میو ہسپتال لاہور میں داخل ہیں۔ احباب جماعت سے ان کی صحت کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

○ مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب ابن مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب کی ایک حادثے میں ٹانگ کی ہڈی فریکچر ہو گئی ہے۔ اور ان دنوں رابعہ ٹرسٹ ہسپتال فیصل آباد میں زیر علاج ہیں احباب جماعت سے دعا کی درخواست کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں کامل شفایابی عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ محترمہ رضیہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا روشن دین صاحب محلہ باب الابواب مورخہ 98-2-26 کو بعمر 50 سال بقضاء الٰہی وفات پا گئیں۔ عصر کے بعد جنازہ مکرم رانا عبدالحفیظ صاحب مربی سلسلہ نے پڑھایا اور قبرستان عام میں تدفین کے بعد مکرم مربی صاحب موصوف نے ہی دعا کروائی احباب سے موصوفہ کے درجات کی بلندی کے لئے درخواست دعا ہے۔

○ محترمہ ممتاز عصمت تارڑ صاحبہ دفتر مصباح ربوہ کے بھائی مکرم چوہدری عبداللطیف صاحب تارڑ آف کولو تارڑ اچانک 9 فروری 98ء کو مختصر علالت کے بعد وفات پا گئے ہیں موصوف کی بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

بقیہ صفحہ 1

بنانے کے لئے مورخہ 6 مارچ 1998ء بروز جمعہ صبح ساڑھے سات بجے تا ساڑھے آٹھ بجے اجتماعی وقار عمل کیا جائے گا۔ اجتماعی وقار عمل میں ربوہ کے تمام احباب شمولیت فرمائیں۔ وقار عمل میں جن امور پر خصوصی توجہ دی جائے گی۔ وہ درج ذیل ہیں۔

1۔ اپنے گھر کے سامنے کی سڑک صاف کر کے کوڑا کرکٹ تلف کیا جائے۔

2۔ نالیوں سے رکاوٹوں کو دور کر کے صاف کیا جائے اور اگر ممکن ہو تو چونا بھی ڈالا جائے۔

3۔ خالی جگہوں یا پلاٹس میں جمع کیا گیا کوڑا کرکٹ تلف کیا جائے۔

4۔ تزئین کمیٹی کے بنائے گئے ڈسٹ بن کے باہر گندگی نہ ہو تاکہ بلدیہ کا سٹاف اسے آسانی سے صاف کرے۔ محلہ اور حلقہ جات میں صدر صاحب محلہ اور ان کی مجلس عاملہ کے ممبران کرام اجتماعی وقار عمل کو کامیاب بنانے کے لئے نگرانی کے فرائض ادا کریں گے۔ ذیلی تنظیمیں بھی تعاون کریں گی۔ تاکہ بھرپور کوشش کے ساتھ ہر نوعیت کی گندگی اور آلودگی کو دور کیا جائے۔ خواتین سے گذارش کی جائے کہ گھروں سے گندگی صاف کر کے باہر مخصوص جگہ پر پھینکوائیں۔

دفتر صدر عمومی کی طرف سے مکرم ڈاکٹر منیر احمد مبشر صاحب اور مکرم میجر عمر ہاشمی صاحب وقار عمل میں محلہ جات کی راہنمائی اور معاونت کریں گے۔ گندگی کے بڑے انبار زمین دوز کرنے کے لئے ایک Dozer بھی مہیا کیا جائے گا۔ صدر صاحبان ایسے کام کی اطلاع مکرم ڈاکٹر منیر احمد مبشر صاحب کو دیں وقار عمل صبح ساڑھے سات بجے محلہ کی سطح پر دعا سے شروع کیا جائے۔

ربوہ میں موسم بہار کی شجرکاری مہم

○ موسم بہار کی آمد آمد ہے اور اہالیان ربوہ گذشتہ روایات کے مطابق بڑھ چڑھ کر شجرکاری کی تیاری کر رہے ہیں۔ گھروں' گلیوں' گرین بیلٹس اور سڑکوں کے کنارے درخت لگانے کی بھرپور تیاریاں ہو رہی ہیں اور بعض جگہ پودے لگائے جا چکے ہیں۔ اہالیان ربوہ سے گذارش ہے کہ خاص طور پر گلیوں اور سڑکوں کے ساتھ ساتھ پودے لگاتے وقت اس بات کا خیال رکھیں کہ اوپر بجلی تار ہوں تو قد آور درخت نہ لگائیں بلکہ چھوٹے جھاڑی کی طرز کے پودے از قسم کنیر' گڑھل وغیرہ لگائیں۔ جہاں تار وغیرہ نہ ہوں وہاں اپنی پسند کے سایہ دار / پھل دار پودے لگائیں۔ تاہم نیم کے درخت کی افادیت ایک مسلم حقیقت ہے ماحول کی تروتازگی کے ساتھ ساتھ نیم کے درخت کے طبعی فوائد بھی بے شمار ہیں۔ اس لئے نیم کے درخت بھی کثرت سے لگائیں۔ جو کہ ماحول کی خوشگواری میں اضافہ کرتے ہیں۔

شجرکاری کے حوالہ سے اگر ہم ربوہ کے ابتدائی ایام کی طرف جائیں تو موجودہ سرسبزی جو ہمیں نظر آ رہی ہے اس وقت اس کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ہر طرف کلر ہی کلر تھا کہیں گھاس کا پتہ بھی نظر نہ آتا تھا چہ جائیکہ کوئی درخت۔ ببول (پہاڑی کیکر) کے چھوٹے چھوٹے درخت دور دور سے یہاں لا کر لگائے گئے کچھ چلے کچھ ضائع ہوئے۔ لیکن احباب نے ہمت نہ ہاری۔ اور اللہ تعالیٰ نے برکت بخشی اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل سے ربوہ میں ہر طرح کے پھلدار اور سایہ دار درخت جگہ جگہ نظر آتے ہیں۔ بلکہ نرسریاں بھی قائم ہو رہی ہیں۔ "گلشن احمد نرسری" ربوہ کی اولین نرسری ہے۔ جس کی اس وقت دو شاخیں ایک سوئمنگ پول دار الرحمت غربی اور دوسری جامعہ احمدیہ ربوہ کے قریب واقعہ ہے۔ جہاں سے احباب کے لئے ہر قسم کا پودا' خوبصورت گملوں کی مختلف اقسام' گھریلو باغبانی کے اوزار' مختلف زرعی ادویات کھادوں کے پیکٹ' سبزیوں کے بیج اور مشورہ کے لئے تجربہ کار مالی ہمہ وقت موجود رہتے ہیں۔ اہالیان ربوہ کو اس سہولت سے بھی فائدہ اٹھانا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس شجرکاری میں زیادہ سے زیادہ درخت لگانے اور ان کی حفاظت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

(تزئین ربوہ کمیٹی)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ : 3 مارچ-1998ء
درجہ حرارت کم از کم 14 درجے سنٹی گریڈ
زیادہ سے زیادہ 20 درجے سنٹی گریڈ

○ توہین عدالت کیس کی سماعت مکمل کر کے فیصلہ محفوظ کر لیا گیا ہے۔ سپریم کورٹ میں وزیر اعظم محمد نواز شریف' اراکین پارلیمنٹ اور اخبارات کے ایڈیٹروں کے خلاف مقدمے کی سماعت نومبر میں شروع ہوئی تھی۔ کیس کی سماعت کے دوران چیف جسٹس اجمل میاں نے کہا کہ ان کے سامنے آج تک دنیا کی کسی عدالت کا کوئی ایسا فیصلہ نہیں آیا جس میں آئین کی کسی شق کو معطل کیا گیا ہو۔

○ سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو کے پرنسپل سیکرٹری احمد صادق ان کے خلاف وعدہ معاف گواہ بن گئے ہیں۔ ملزموں کی فہرست سے ان کا نام خارج کر دیا گیا ہے۔ انہوں نے سابق وزیر اعظم کے خلاف ہیلی کاپٹروں کی خریداری کے سلسلے میں پبلک اکاؤنٹس کمشن کے روبرو اپنا بیان بھی ریکارڈ کرا دیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ بے نظیر کے حکم پر لغاری کے عزیز کی جعلی فرم کو ٹھیکہ دیا گیا تھا۔ لغاری نے مجھے ایوان صدر طلب کر کے فوراً رقم دینے کے لئے کہا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے کہا ہے کہ حکمرانوں نے مردم شماری کو مشکوک بنا دیا ہے۔ جس انداز سے مردم شماری کرائی جاری ہے۔ اس کے نتائج وفاق کے لئے خطرناک ہوں گے۔

○ وزیر اعظم محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ مردم شماری کسی ایک صوبے کو بالادستی دلانے کے لئے نہیں ہو رہی۔

○ عوامی نیشنل پارٹی کے رہنما اور سابق وزیر مواصلات اعظم خان ہوتی نے وزیر اعظم سے ملاقات کر کے اپنے استعفیٰ اور مسلم لیگ سے اتحاد ٹوٹنے کے عوامل کے بارے میں گفتگو کی۔

○ پچاس روپے کے انعامی بانڈز کی قرعہ اندازی کے نتائج کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

○ بی بی سی نے پاکستان میں مردم شماری کے حوالے سے کہا ہے کہ اس سلسلہ میں حکومت نے متنازعہ تبدیلیاں کیں۔ فوج کا خیال تھا کہ مردم شماری کے لئے مناسب ڈھانچہ نہیں۔ فوج کو مردم شماری پر نہیں بلکہ ڈیٹا بیس پر اعتراض تھا۔ سرتاج عزیز وزیر خزانہ نے انٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ مردم شماری کے لئے سول سٹاف پر آبادی کے اندراج میں مبالغہ آمیزی کا دباؤ ہوتا ہے اسی لئے فوج سے کام لے رہے ہیں۔

○ پیپلز پارٹی نے وزیر اعظم' کابینہ کے ارکان اور وزراء اعلیٰ کے خلاف ریفرنس دائر کر دیا ہے۔ اور کہا ہے کہ نواز شریف اور ان کی کابینہ کا یہ فیصلہ آئین کے خلاف ہے کہ مردم شماری کے نتیجہ میں قومی اسمبلی کی نشستیں بڑھیں گی نہ این ایف سی ایوارڈ میں ردوبدل ہو گا۔ مردم شماری کا مقصد محروم اور پسماندہ علاقوں کو ان کے حقوق دینا ہوتا ہے۔ ورنہ اربوں روپے کا خرچ بے سود ہے۔

○ متحدہ قومی موومنٹ کے سربراہ الطاف حسین نے لندن سے بذریعہ فون اپنے کارکنوں سے کہا ہے کہ حکومت معاہدہ توڑنے والی ہے۔ کارکن روپوش ہو جائیں۔

○ برطانوی دفاعی ماہرین نے کہا ہے کہ صدام حسین اس صدی کے سب سے کامیاب جرنیل ہیں۔

○ بھارتی الیکشن میں ہندو انتہا پسند جماعت بی جے پی نے 161 نشستیں حاصل کر کے کانگرس پر برتری حاصل کر لی ہے۔

○ وزیر خزانہ سرتاج عزیز نے کہا ہے سیلز ٹیکس ہر حال میں نافذ ہو گا۔ حتمی فیصلہ 4 مارچ کو کریں گے۔

○ ٹرک اور ویگن میں خوفناک تصادم سے 5۔ افراد ہلاک اور 11 شدید زخمی ہو گئے ہیں۔ ہلاک ہونے والوں میں ایک ہی خاندان کے 3۔ افراد شامل ہیں بھائی پھیرو کا عنصر 5 سال بعد امریکہ سے واپس آیا تھا۔ لاہور ایئرپورٹ سے گھر جاتے ہوئے حادثہ میں ہلاک ہو گیا۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو نے اپنی حکومت کی بحالی کے لئے سپریم کورٹ میں درخواست دائر کر دی ہے۔

○ عوامی نیشنل پارٹی کی سینئر سربراہ بیگم نسیم ولی خان نے متنبہ کیا ہے کہ مسلم لیگ حکومت نہ بچا سکی تو آئینی بحران آئے گا۔

○ موضع وارن نور شاہ میں ایڈیشنل سیشن جج جام پور نذر حسین فتیانہ کی بیٹی کی شادی میں مہمانوں کو 11 کھانے پیش کرنے پر وزیر اعلیٰ نے رپورٹ طلب کر لی ہے۔

○ چینی کی قیمت میں 50 روپے فی بوری کمی ہو گئی ہے۔

○ سپریم کورٹ میں ہنگامہ آرائی میں ملوث افراد کی شناخت اور وقوعہ کی ذمہ داری کے تعین کے لئے تشکیل کردہ سپریم کورٹ کے تین رکنی بنچ نے عدالتی کارروائی شروع کر دی ہے۔ جسٹس ناصر اسلم زاہد نے کہا کہ سپریم کورٹ میں ہنگامہ آرائی کی کیسٹ مل گئی ہے۔ شناخت ہونے والوں کی پوچھ گچھ ہو گی پہلے ہی کافی تاخیر ہو چکی ہے۔ ہم مزید تاخیر نہیں کرنا چاہتے۔

○ جھنگ سے 35 کلومیٹر دور جھنگ لیہ روڈ پر نامعلوم دہشت گردوں نے ضلع کونسل جھنگ کے سابق صدر اور شیعہ رہنما نواب امجد علی خان۔ ان کے برادر نسبتی اور گن مین کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا ہے۔ جبکہ دوسرا گن مین شدید زخمی ہو گیا ہے۔

○ اسلامی کانفرنس نے مطالبہ کیا ہے کہ اقوام متحدہ لیبیا کے خلاف عائد پابندیاں ختم کر دے۔ عالمی عدالت انصاف لاکربی بم دھماکہ کیس میں اپنا فیصلہ سنا چکی ہے۔ اس کے بعد لیبیا کے خلاف پابندیاں قائم رکھنے کا کوئی جواز نہیں۔

○ افغانستان میں قیامت خیز بارشوں سے 30 افراد ہلاک اور سینکڑوں زخمی ہو گئے ہیں۔

○ آسٹریلیا کے سائنس دانوں نے سوئروں میں ایسے وائرس تلاش کئے ہیں جو انسانی جسموں میں منتقل ہو کر خطرناک اور عجیب و غریب بیماریوں کا سبب بنتے ہیں سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ ابھی تک ایسے وائرس کا توڑ تلاش نہیں کیا جا سکا۔

○ فرانس کے صدر ژاک شیراک نے کہا ہے کہ امریکہ کو مشرق وسطیٰ میں امن مذاکرات میں تعطل دور کرنے کے لئے سرے سے کوششیں کرنی چاہئیں انہوں نے پیرس میں ایک انٹرویو میں کہا ہے کہ امریکہ کو علاقے میں قیام امن کی کوششوں کی بحالی کے لئے یورپ کو بھی شریک کرنا چاہئے۔

○ بھارت میں ہائی کورٹ نے جعلسازی کے ذریعے زمین بیچنے پر دو کمپنیوں کو حکم دیا ہے کہ وہ تین ماہ کے اندر فراڈ سے حاصل کی ہوئی رقم لوگوں کو واپس کر دیں۔ بصورت دیگر انہیں 82 سال سزا دی جائے گی۔

○ ترکی کی حکومت نے سابق وزیر اعظم نجم الدین اربکان پر سیکولر مخالف اور اسلامی بنیاد پرستی کو ہوا دینے کے الزام میں مقدمہ دائر کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور حکومت نے مقدمے کے حوالے سے دستاویزات کی تیاری کو آخری شکل دے دی ہے۔

○ پارلیمانی سیکرٹری خزانہ نے قومی اسمبلی میں رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ سرکاری ملازمین کی تنخواہوں میں اضافہ نہیں ہو گا۔ پاکستان پر 27 ارب امریکی ڈالر کے قرضے ہیں۔ ہر پاکستانی اگر روزانہ ایک روپیہ دے تو قرض اتر سکتا ہے یو بی ایل کے 300 ملازمین کو دوبارہ رکھ لیا جائے گا۔

○ اسرائیلی خفیہ ایجنسی "موساد" کا ایک ایجنٹ جاسوسی کے الزام میں سوئٹزرلینڈ میں گرفتار کر لیا گیا ہے۔

فینسی گولڈ سمتھ
محسن بازار اقصیٰ روڈ ربوہ
دوکان 212868 رہائش 212867

جائیداد برائے فروخت
پلاٹ نمبر 12 واقع ناصر آباد ربوہ
(رقبہ ایک کنال) منظور شدہ کالونی مقابل گورنمنٹ گرین بیلٹ کے سامنے۔
رابطہ: صلاح الدین کوارٹر B-8 تحریک جدید
فون: 211281 ربوہ

اعلان داخلہ
● - الصادق ماڈرن نرسری (پری) سکول میں جونیئر، سینئر نرسری برائے سال 99-1998ء کا داخلہ 15 مارچ تا 19 مارچ ہوگا (اگر خدا نے چاہا) عمر 2½ تا 3½ سال جونیئر - 3½ تا 4½ سال سینئر کی چند نشستیں۔
● - ہمارے ادارہ نے جو الگ الصادق اکیڈمی کا آغاز کیا ہے اس میں صرف پریپ کلاس کا داخلہ ہوگا۔ عمر 4½ تا 5½ سال نصاب نصرت جہاں اکیڈمی کے مطابق (صرف ایک سیکشن)
● ہمارے ادارے کے جو بچے نصرت جہاں اکیڈمی میں سیٹیں کم ہونے کے باعث وہاں داخل نہ ہو سکیں گے ہماری پریپ میں داخلہ کا اولین حق ان کا ہوگا۔
● باہر سے آنے والے بچوں کا داخلہ حسب گنجائش ٹیسٹ کی بنیاد پر ہوگا۔
داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 19 مارچ ٹیسٹ 22 مارچ صبح 9 بجے تا 12 بجے رزلٹ 24 مارچ
(داخلہ فارم سکول ٹائم میں ہمارے آفس سے حاصل کریں
نصیر احمد منیجر (الصادق) ماڈرن نرسری سکول
4/22 دارالرحمت شرقی الف ربوہ

ایک دام ہر قسم کی لیڈیز وجنٹس کی بہترین ورائٹی کا مرکز واحد کلام
MC D ماڈرن کلاتھ ڈپو ٹرانسفارمر چوک صادق آباد راولپنڈی
پروپرائٹر، حضور احمد فون دوکان 410416 رہائش 428838

جدید ڈیزائنوں میں اعلیٰ زیورات بنوانے کیلئے ہمارے ہاں تشریف لائیں
★ ٹیسٹ ٹیوب کے ساتھ تیار شدہ بغیر ٹانکے کے زیورات
★ زیورات کی واپسی پر کاٹ نہیں کی جاتی
زیورات کی دنیا میں منفرد نام
دوکان: 212837
رہائش: 212175
نسیم جیولرز اقصیٰ روڈ ربوہ
پروپرائٹرز میاں نسیم احمد طاہر میاں فرید یوسف